DAMAGE BOOK

DAMAGE BOOK

محاربات

1978

طرابلس الغرب

جلد اوّل

ترجمہ

جناب مولوی آغا رفیق صاحب بلند شہری سب ایڈیٹر اخبار المشیر و رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد

جسکو

ابوالافضال محمد فضل حسین مالک و ایڈیٹر اخبار المشیر و رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد

(سنی)

اپنے افضل المطابع پریس مراد آباد میں چھاپا اور شائع کیا

(بار اوّل ایکہزار جلد)

CHECKED 1951

عرض مترجم

میرا خیال تھا کہ جنگ طرابلس الغرب کے مختصر مگر جامع حالات مرتب کرون لیکن عدیم الفرصتی نیز صحیح واقعات کے مسلسل فراہم کرنے کی دشواریون نے مجھے عرصہ تک اس کام کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا ایک مرتبہ کچھ وقت نکالکر کام شروع بھی کیا تھا لیکن وہ بھی بعض مجبوریون کی وجہ سے تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

اسی اثنا مین حسن اتفاق سے مصر کی ڈاک مین مجھے عربی کی ایک ایسی تاریخ جنگ طرابلس الغرب ملی جیسی کہ مین خود لکھنا چاہتا تھا۔

یہ کتاب مصر کے ایک فاضل ادیب سلیم قبعین نے شائع کی ہی جس مین جنگ کے حالات و واقعات کو نہایت محنت اور جامعیت کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہی اور مصر کے علم دوست طبقہ مین اس کو وقعت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔

اس تاریخ کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا کہ اگر مین خود کوئی تاریخ مرتب نہ کر سکون تو کم از کم اس کا ترجمہ ضرور شائع کر دون۔ اسلیے باوجود عدیم الفرصتی اس کا ترجمہ معہ ضروری نوٹس و تشریحات اور جغرافیائی نقشہ جات و دلچسپ مناظر کے نذر ناظرین کیا جاتا ہی امید ہی کہ ناظرین اسکے مطالعہ سے محظوظ ہونگے۔

آغا رفیق بلندشہری مترجم
محاربات طرابلس الغرب
۲۵ ستمبر ۱۹۱۲ء

Checked 1975

155

مقدمۂ المولف

انسان اُسوقت تک حقیقی انسان شمار نہین کیا جا سکتا جبتک کہ وہ حکومت وطن اور بنی جنس کی کوئی ایسی خدمت نہ کرے جو اُسکے بعد اُسکی یادگار خیال کی جائے اور آیندہ نسلین اُس سے فائدہ اُٹھا کر اُسکو یاد کرین۔ دولت۔ وطن اور بنی جنس کی خدمت کے لیے انسان کا فرض ہی کہ وہ اپنی تمامتر کوشش قوائے عقلی و بدنی بلکہ اپنی زندگی بھی وقف کردے تاکہ اُسکی زندگی اس قول کے مصداق قرار پائے ؎

تلک آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

یعنی ہماری قابل یادگار چیزین ہماری ہستی کی حقیقی نشانیان ہین ہمارے بعد اُن چیزون کو دیکھکر ہمین یاد کرنا چاہیے۔ دولت و وطن کی ایسی اہم خدمت کے فرض نے مجھے مجبور کیا ہی کہ مین اس جنگ طرابلس الغرب کی تاریخ مرتب کرون جسکو ظالم اطالیہ نے ہماری دولت علیہ (عثمانیہ) کو تکلیف پہنچانے اور ظلم و عداوت ظاہر کرنیکے لیے شروع کیا ہی۔ اخبارات اور تمام دنیا اس امر کی شاہد ہی کہ اطالیہ کا یہ فعل کہ اُسنے دولت عثمانیہ کے مقبوضات پر اُسکو نقصان پہنچانیکے لیے بغیر کسی شکایت کے یکایک حملہ کیا ہی ایک نہایت ذلیل فعل ہی جسکو تفصیل کے ساتھ اپنے موقع پر بیان کیا جائیگا۔ مین نے جس اہم کام کا ارادہ کیا ہی وہ اگرچہ ایک نہایت دشوار کام ہی جسمین بہت بڑے مصارف اور محنت کی ضرورت ہے لیکن میری قوت معنوی اور محبت وطن تمام دشواریون اور تکلیفون پر غالب آگئی ہی اور مین نے اس کام کو شروع کردیا ہی جسکو مین (انشاء اللہ العزیز) نہایت استقلال ثبات قدمی و اطمینان قلب سے انجام دونگا۔ میری یہ کتاب دس حصون مین شائع ہوگی جسمین ایکسو مناظر و تصاویر اور چھ سو صفحات ہونگے اس کتاب کا ماخذ جس سے مین نے اسکو ترتیب دیا ہی چند چیزین ہین جنکا حصر اس موقع پر ناممکن ہی البتہ جو ذخیرہ اسوقت میرے سامنے ہی اُسمین سے حسب ذیل چیزونکے نام درج کیے جاتے ہین (۱) مسٹر ارنسٹ بنٹ سابق ممبر پارلیمنٹ کی کتاب جو کہ ممدوح نے میدان جنگ مین خود شریک ہوکر ابتدائی جنگ سے آخر فروری تک بچشم دید واقعات سے ترتیب دیا ہی (۲) کتاب مسٹر میکلا (۳) لورپ ورنز کی باتصویر رسالے (۴) عربی اخبار و رسائل (۵) مختلف زبانونکی انسائیکلوپیڈیا وغیرہ مجھے اس امر کا یقین ہی کہ میرا یہ کام نظر استحسان سے دیکھا جائیگا اور میری اس تصنیف کا استقبال اچھی طرح ہوگا۔ خداوند تعالی [illegible] سے دعا ہی کہ وہ اس کام مین [illegible] سے بچا کر میری ہدایت فرمائیگا اور میری ہمت وسعت [illegible] عطا فرما کر مجھے اس کام کی [illegible] میرا تمام اعتماد اور بھروسہ خدا ہی پر ہی کیونکہ وہی بہترین مقصد اور رسائل کو سوال [illegible]

طرابلس الغرب کا جغرافیہ

طرابلس الغرب کے شمال مین بحرابیض متوسط (بحر روم) اور شرق مین صحرائے برقہ یا صحرائے لیبیہ ہی جس نے طرابلس الغرب کو مصر سے علیحدہ کر دیا ہی جنوب شرقی اور جنوب غربی مین صحرائے اعظم اور فزان ہی اور شمال غرب مین ٹیونس اور طرابلس کا کچھ وہ حصہ ہی جو بحر متوسط سے ملا ہوا ہی اور جس مین کھجورون کے درخت کے علاوہ نہایت سرسبز و تر و تازہ زمین ہی ان مقامات کے علاوہ طرابلس الغرب کے دوسرے حصص بیشتر وسیع جنگل ہین جن مین ریتیلے میدان اور چٹانون کا ایک سلسلہ چلا گیا ہی جو جبال طلس واقع قیروان (ٹیونس) تک پہنچتا ہے۔ طبیعی اعتبار سے طرابلس الغرب پانچ حصون مین منقسم ہی۔

(۱) طرابلس الغرب (۲) برقہ کی چٹانین اور جبل اخضر (شمال شرقی مین)

(۳) وادیٔ فزان (جنوب مین) (۴) وادیٔ اوجیلہ (جنوب شرقی مین)

(۵) وادیٔ غدامس (جنوب غربی مین)

طرابلس الغرب کی زمین نہایت خراب ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ وہان نہرین بہت کم اور چھوٹی بلکہ نہ ہونے کی برابر ہین اور سیراب کی جانے والی زمینون کی کثرت ہی اور جسقدر نہرین وغیرہ اس کام کے لیے ہین اُنکی کیفیت یہ ہی کہ وہ بسا اوقات خشک ہو جاتی ہین ان وجوہ سے طرابلس الغرب کی پیداوار کی حالت بہت خراب ہی اور اکثر مقامات کی زمینین بیکار پڑی رہتی ہین۔

طرابلس الغرب کے بحری سواحل کی تحدید تام ناممکن ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ یورپ کے جغرافیہ دان طرابلس الغرب خاص کے بجائے اطراف طرابلس الغرب اور بڑے بڑے بندر مثل طبرق وغیرہ کو مقامات خاص قرار دے لیتے ہین اور یہ صحیح نہین ہوتا۔ اس وجہ سے بحری تحدید قابل اعتبار نہین رہتی۔

طرابلس الغرب مین "راس التین" کے اطراف کی زمین نہایت سرسبز و شاداب ہے جبل اخضر اور بنی غازی مین کثرت سے باغات چراگاہ اور نہرین ہین لیکن اسکی حدود

باہر کوئی چیز قابل ذکر نہین البتہ ڈرنہ ضرور ایک ایسا مقام ہی جس کا ذکر مناسب ہے ڈرنہ ایک بندر ہی جسپر اسکندریہ وغیرہ سے آنیوالی اکثر کشتیان ٹھہرتی اور تجارتی مال بار کرتی ہین۔ ڈرنہ کے بندر سے جو تجارتی اشیاء بار کی جاتی ہین اُن مین شہد۔ صوف موم خاص طور پر قابل ذکر ہین۔ ڈرنہ کے علاوہ ایک اور بندر بھی ہی جس کو سرسوزا کہتے ہین پہلے اس کا نام ابومونیا تھا لیکن اب سوزوسا بولا جاتا ہی۔ یہ پہلے ایک بہت بڑا شہر تھا اور سائرنیکا کے شہرون مین شمار کیا جاتا تھا لیکن مرور دہور کی تباہی سے اب ایک چھوٹا سا بندر رہ گیا ہی جہان کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی کشتیان آکر ٹھہر جاتی ہین۔ اس بندر سے بنغازی تک کا تمام ساحل شکستہ عمارتون اور آثار قدیمہ سے بھرا ہوا ہے جس سے اسکی وسیع آبادی کا پتہ چلتا ہے۔

بنغازی جو خلیج سدرا پر واقع ہی ایک اچھا شہر ہی جس مین قلعہ بھی ہی یہان سے مویشی وغیرہ بار کیے جاتے ہین اور یہی گویا یہان کی تجارت ہی۔

طرابلس الغرب کی پیداوار مین گیہون۔ جَو۔ زیتون۔ زعفران۔ انجیر۔ نمک خاص طور پر قابل ذکر ہین۔ طرابلس کا نمک شمالی افریقہ مین سب سے عمدہ اور بہتر خیال کیا جاتا ہی بعض خاص سمتون مین میوہ جات کی پیداوار بھی اچھی ہی اور بعض مقامات نہایت سرسبز و شاداب ہین سبزی اور ترکاریان وغیرہ کافی تعداد مین پیدا ہوتی ہین سواری اور بار برداری مین گھوڑے اور خچر زیادہ استعمال کیے جاتے ہین اور یہ دونون جانور اگرچہ قد مین نہایت چھوٹے ہوتے ہین لیکن اسقدر مضبوط محنتی اور جفاکش ہوتے ہین کہ اپنی حیثیت سے بدرجہا زیادہ سخت اور دشوار کام انجام دیتے ہین۔

طرابلس الغرب کی صنعتون مین مشہور چیزین ریشمی کپڑے اور مٹی کے برتن ہین جو طرابلس الغرب اور طیونس ہی مین مخصوص طور پر تیار ہوتے ہین اور دوسری جگہ یہ چیزین تیار نہین ہوسکتین۔ صنعتین اگرچہ اور مقامات پر بھی جاری ہین لیکن طرابلس الغرب مین جسقدر عمدہ طور پر یہ کام ہوتا ہی وہ کسی دوسری جگہ نہین ہوسکتا اور اسی وجہ سے یہ صنعتین مخصوص طور پر طرابلس الغرب اور ٹیونس ہی کے لیے نامزد کردی گئی ہین۔

طرابلس الغرب مین ایک شہر تاجورا ہی جہان زیتون کی ایک کثیر مقدار پیدا ہوتی ہے اس جگہ کا زیتون نہایت عمدہ اور مشہور ہوتا ہی۔ طرابلس الغرب فرانسیسیون کے ٹیونس پر قبضہ کر لینے کے بعد سے تجارتی کاروبار کا مرکز بن گیا ہی۔ شمالی افریقہ سے کثرت کے ساتھ تجارتی قافلے یہان اُترتے اور اموال تجارت کی خرید و فروخت کرتے ہین تجارت کا بیشتر حصہ انگریزی اقوام کے ہاتھ مین ہی۔ انگریز تاجر اپنے ملکون سے ریشمی کپڑے اور دوسری چیزین لاتے اور عمدہ قیمت پر فروخت کرکے کثرت کے ساتھ دولت لیجاتے ہین۔ درآمد و برآمد اموال تجارت مین تبادلہ کا قاعدہ بھی جاری ہی۔

طرابلس سے جو چیزین تیار کی جاتی ہین اُن مین ہاتھی دانت اور اون وغیرہ چیزین داخل ہین۔

طرابلس الغرب کی موسمی کیفیت بہت سے تغیرات کی جامع ہی۔ رات عموماً نہایت سرد ہوتی ہی اور دن نہایت گرم تیز ہوائین اکثر چلتی رہتی ہین بارش کبھی ہوتی ہے اور کبھی مہینون نہین ہوتی۔

طرابلس خاص کے بعد مرزوق اور غدامس جو حدود بنی غازی مین واقع ہین اچھے مقامات ہین۔

طرابلس کے باشندے عرب۔ قبائل اور اولی ہاشمی ہین موخر الذکر وہ خاندان ہین جن کے باپ ترک اور مان مراکشی تھین ان کے علاوہ ترکی یہودیون عیسائیون اور غیر قومون کی آبادی بھی کثیر تعداد مین آباد ہے۔

آبادی کی صحیح تعداد معلوم نہین کیونکہ طرابلس الغرب کی مردم شماری حکومت کی جانب سے کسی زمانہ مین نہین کی گئی۔

آبادی شہرون اور پہاڑون مین متفرق مختلف طریقہ پر آباد ہی جسکی مجموعی تعداد کا اندازہ دس لاکھ اٹھارہ ہزار کیا جاتا ہی۔ یورپ کے اُن باشندون کی تعداد کا اندازہ جو طرابلس الغرب مین مقیم ہین ڈھائی لاکھ ہزار کے درمیان کیا جاتا ہی جن مین سے زیادہ حصہ مالٹا کے رہنے والون کا ہی۔ یورپین لوگون کی آبادی کا بیشتر حصہ سواحل پر آباد ہے۔

یہودیون کی آبادی کا اندازہ چار ہزار کیا گیا ہی جو دار الحکومت کے قریب آبادیون
مین رہتے ہین تجارت تمام وکمال یہودیون اور مالٹ کے باشندون کے ہاتھ مین ہی
طرابلس الغرب دولت عثمانیہ کے قبضہ مین آنے سے پہلے جبکہ اُس مین ٹیونس کا علاقہ
بھی شامل تھا ایک نیم آزاد ریاست تھی لیکن ۱۸۳۵ء سے جبکہ وہ شاہی مقبوضات
مین شامل ہوا ہی حکومت عثمانیہ نے اُس کو پانچ ادارتون مین تقسیم کر دیا ہی جس کے
پچیس ۲۵ حصہ مین پانچ حصون کا کام گورنرون کے سپرد ہی جن کو متصرف کہا جاتا ہی اور
باقی حصون کا انتظام قائمقامون کے ہاتھ مین ہی گاؤن کے انتظام کے لیے مشائخ
مقرر ہین اور ہر گاؤن مین ایک شیخ اپنی مجلس شوریٰ کے مشورہ سے وہان کے انتظامات
کرتا اور ضروری احکام جاری کرتا ہے۔

طرابلس الغرب کے قریبی علاقہ ٹیونس پر جب سے فرانسیسیون کا قبضہ ہوا ہی اُس وقت
سے گورنمنٹ عثمانیہ نے طرابلس الغرب کے مستحکم بنانے اور افواج رکھنے مین زیادہ
کوشش کی چنانچہ ٹیونس پر فرانسیسی قبضہ ہونے کے بعد اطراف طرابلس الغرب اور
خاص دار الحکومت مین متعدد جدید قلعے بنائے گئے ہین اور پُرانے قلعون کو بھی از سر نو
تعمیر کیا گیا ہی اسکے علاوہ سواحل پر بھی متعدد مضبوط و مستحکم قلعے تیار کیے گئے ہین۔

بابعالی کی طرف سے طرابلس الغرب مین متعدد محکمہ مقرر کیے گئے ہین جن مین سے بعض کا
ذکر حسب ذیل ہے۔

(۱) محکمہ قضا جس مین ایک قاضی متعینہ بابعالی کے ماتحت قاضی اور مفتی کام کرتے ہین
(۲) محکمہ تجارت (۳) محکمہ فوجداری۔

مالگذاری کی تحصیل اہلکارون کے ذریعہ سے عمل مین آتی ہی جو مخصوص طور پر اسی کام
کے لیے مقرر ہوتے ہین اور روپیہ وصول کرکے آستانہ کو بھیجدیتے ہین۔

طرابلس الغرب کے انتظامات مین امن وامان کی حالت ہمیشہ نہایت خراب رہتی ہی اور اسکی
وجہ یہ ہی کہ حکومت کی جانب سے گورنرون کا تقرر وعزل جلد جلد عمل مین آتا ہی جس سے
انتظام مین ہمیشہ اختلاف پیدا ہوتا رہتا ہی۔ جدید گورنر جب حکومت کے کام کو سنبھالتا

نو گورنر سابق کی سیاست سے اُسے کچھ غرض نہین ہوتی بلکہ وہ اپنی طبیعت کے موافق سیاست سے کام لیتا اور گورنر سابق کی تجاویز سے اختلاف کرتا ہی اور یہی وہ وجہ ہی جس سے ترقی ملک اور امن وامان کے وسائل کمزور ہوتے چلے جاتے ہین۔

طرابلس الغرب مین ابتدائی مدارس کی نہایت قلت ہی اور جسقدر اس قسم کے مدارس ہین اُن کا بیشتر حصہ طرابلس خاص ہی مین پایا جاتا ہی اطراف مین تعلیم کی نوعیت تعلیم قرآن اور ابتدائی دینی مسائل تک محدود ہی اس سے زیادہ تعلیم کے لیے نہ مدارس ہین اور نہ دلیسی درسگاہین۔

طرابلس الغرب کی تاریخ

طرابلس الغرب پر ابتدائً فنیسیقیون کا قبضہ تھا اُن کے بعد رومانیون کا قبضہ ہوا جو طرابلس الغرب کے تمام علاقون پر قابض ہوگئے تھے رومانیون نے طرابلس الغرب پر عرصہ تک حکومت کی اور بہت سی یادگارین اپنے دَوران حکومت کی سرزمین طرابلس پر چھوڑین جن مین سے "قوس نصر" اب تک موجود ہی جو باب مورنیا مین قائم ہی رومانیون کے بعد اسپر "فاندال" حکمران ہوئے اور ان کے بعد یونانی قومون نے حکومت کی پھر عرب قابض ہوئے عربون کے قبضہ مین آنے کے بعد طرابلس الغرب "اسلامی ریاست" بن گیا اور اُس وقت سے لیکر برابر اب تک "اسلامی ریاست" ہے سنہ ۱۵۱۰ء مین طرابلس الغرب پر "فردنیاند" کیتھولکی شاہ اسپین نے قبضہ کیا اور قبضہ سے ۱۳ برس کے بعد اُس کو یوحنا کے حواریون کے حوالہ کردیا جنپر کچھ دنون بعد ترکون نے حملہ کیا اور سنہ ۱۵۵۳ء مین اُن کو طرابلس الغرب سے نکالکر خود قابض ہوگئے۔

ترکون نے طرابلس الغرب پر بحری راستہ سے قبضہ کیا تھا اور قبضہ کے بعد وہ حسب دستور سابق برابر بحر متوسط کے طول وعرض مین اکثر گشت لگایا کرتے اور سکان بلاد بحر متوسط اور یورپ کی کشتیون کو لوٹ کر لیجاتے تھے جس سے وہان لوگ سخت نالان وپریشان تھے اور آخر انھون نے ترکون کی دراز دستیون سے

نقشهٔ طرابلس الغرب

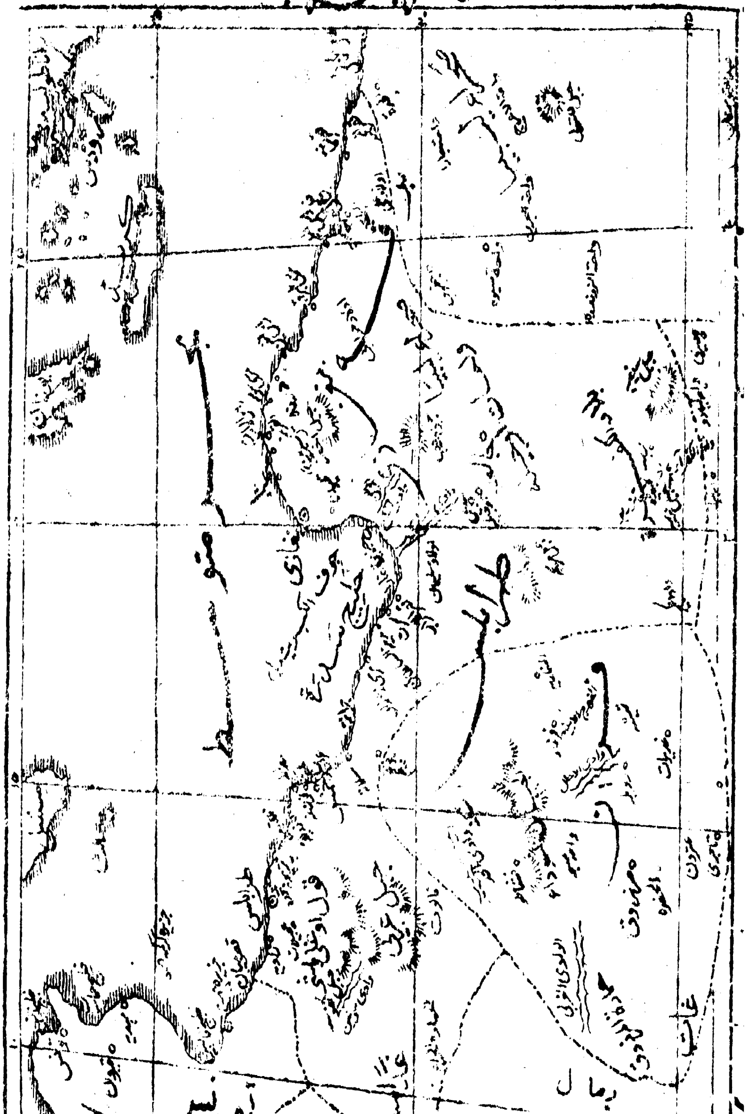

تنگ آکر باہمی یہ فیصلہ کیا کہ طرابلس الغرب پر جنگی بیڑہ بھیجکر محاصرہ کیا جائے لیکن ۱۸۳۵ء میں جبکہ ٹیونس میں حسن بن علی نامی ایک شخص ٹیونس کی حکومت کو مستقل حکومت بنانے کے لیے کھڑا ہوا۔ احمد پاشا نے طرابلس الغرب کی حکومت کو بھی مستقل حکومت قرار دیا اور تمام وہ جھگڑے جو آج سے پہلے دول یورپ سے چلے آتے تھے ختم ہو گئے۔ اُس وقت سے لیکر ۱۸۳۵ء تک طرابلس الغرب ایک مستقل حکومت رہی لیکن ۱۸۳۵ء میں اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے طرابلس الغرب میں جنگ کی آگ مشتعل ہو گئی اور دولت عثمانیہ کو آتش فساد فرو کرنے کی طرف توجہ کرنی پڑی۔

دولت عثمانیہ نے نجیب پاشا کی ماتحتی میں ۶۰۰۰ سپاہ کو طرابلس الغرب بھیجا اور نجیب پاشا نے خود سر اور فسادی لوگوں کو زیر کرکے طرابلس الغرب پر قبضہ کر لیا اس قبضہ کے بعد سے طرابلس الغرب دولت عثمانیہ کے مقبوضات میں شامل اور بطور ایک صوبہ کے ہے جس پر حکومت عثمانیہ کی طرف سے ایک گورنر رہتا ہے۔

نجیب پاشا کے قبضہ سے لیکر اسوقت تک طرابلس الغرب پر ۲۷ گورنر کام کر چکے ہیں جن میں سے پہلا گورنر نجیب پاشا تھا اور آخری گورنر رجب پاشا جس کے زمانہ میں سلطان عبدالحمید خان کے خوف سے بھاگے ہوئے حریت پسند طرابلس الغرب میں آکر قیام پذیر ہوتے تھے۔ رجب پاشا گورنر کے ایام کی بہت سی یادگاریں طرابلس الغرب میں پائی جاتی ہیں۔ گورنر موصوف نے اپنے دور گورنری میں مدارس۔ باغات۔ سڑکیں اور شفا خانے وغیرہ رفاہ عام کی چیزیں بہت کثرت سے تعمیر کیں اور اصول حفظان صحت کا بھی بہت زیادہ لحاظ رکھا جس سے اُس کا دَورِ گورنری ایک کامیاب دَور کہا جاتا ہے۔

طرابلس الغرب

طرابلس الغرب (دارالحکومت) بحر ابیض متوسط کی خلیج پر واقع ہے جس کا طول بلد شمال میں ۳۲ درجہ ۵۳ دقیقہ اور ۴۰ ثانیہ ہے اور عرض شرقی میں ۱۳ درجہ ۱۱ دقیقہ اور ۲۳ ثانیہ شہر کے چاروں طرف ایک فصیل (شہر پناہ) بنی ہوئی ہے جو کہیں کہیں سے شکستہ ہو گئی ہے

ایک طرف چند پرانے قلعے ہین اور دوسری جانب گورنر کا محل ہی شہر کی مغربی سمت مین ایک وسیع صحرا واقع ہی اور مشرقی جانب اہل قرانلی کے حکام کا قبرستان اور کچھ عمارتین طرابلس الغرب مین سات مسجدین ہین جو کیا بحیثیت عمارت اور کیا باعتبار علو شان نہایت اہمیت رکھتی ہین ان مساجد مین سے چھ مسجدین ترکی وضع کی ساخت ہین جن مین اذان کے لیے ایک ایک بلند مینار بنایا گیا ہی اور ایک مسجد قدیم عربی طرز کی ہی جس مین ترکی مسجدون کا سا اذان کا مینار نہین ہے۔

شہر کے راستے نہایت تنگ اور غلیظ ہین صفائی کا لحاظ بہت کم رکھا جاتا ہی شہر مین غیر ملکی باشندون کے لیے کوئی خاص محلہ نہین بلکہ غیر ملکی باشندے ملکی باشندون کی طرح رہتے ہین اور دونون مین باہمی کوئی امتیازی صورت نہین۔

سلطان عبد الحمید خان کے زمانۂ حکومت مین طرابلس الغرب ان حریت پسند افسرون اور ادیب وعلم دوست لوگون کا جائے پناہ تھا جو قسطنطنیہ سے نکالدیے جاتے تھے سلطان موصوف کے زمانۂ حکومت مین ٹرکی سے خارج شدہ لوگون کی وہ تعداد جو طرابلس الغرب مین آکر پناہ گزین ہوئی تھی کئی سو تک پہنچ گئی تھی۔

یہ خارج شدہ لوگ چونکہ قابل ادیب عالم وفاضل اور علم دوست تھے اس وجہ سے اُن کے آداب واخلاق کا اثر شہر کی آبادی پر بہت اچھا پڑا اور رفتہ رفتہ طرابلس الغرب مین تمدن وتہذیب پھیلنے لگی ان لوگون نے شہر مین ایک لائبریری (کتب خانہ) قائم کیا جس کا نام "قرأت خانۂ عسکریہ" رکھا گیا یہ عمارت "حدیقۂ عسکریہ" مین بنائی گئی تھی جو طرابلس کا ایک مشہور اور قابل دید مقام ہی اس لائبریری مین چھ سو کتابین عربی وترکی زبان کی جمع کی گئی تھین۔

اس لائبریری کے علاوہ طرابلس الغرب مین دو اور لائبریریان بھی ہین جن مین سے ایک اطالویون کی ہی اور دوسری اسرائیلیون کی مؤخر الذکر لائبریری مین ۸۰۰ جلدین کتابون کی ہین۔

ٹرکی مین دستوری حکومت ہوجانے کے بعد طرابلس الغرب کی علمی حالت ترقی پذیر ہونے لگی

اور ضرورت زمانہ نے مجبور کیا کہ طرابلس الغرب سے بھی ایک اخبار جاری کیا جائے چنانچہ سب سے پہلا اخبار طرابلس سے "طرابلس الغرب" نامی نکلا۔

طرابلس الغرب مین اطالیون نے بہت سے مفید کام جاری کر رکھے ہین جن مین سے سب سے بڑا اہم کام "بنک روما" ہی اسکے علاوہ کئی پریس بھی انھون نے جاری کر رکھے ہین جو سالانہ ڈائری شائع کیا کرتے ہین۔

طرابلس الغرب بحر متوسط کے سواحل پر ایک اچھا تجارتی مرکز شمار کیا گیا ہی لیکن اب چند روز سے وہان تجارتی کاروبار مین تنزل ہوگیا ہی اور پہلے کی نسبت سے تجارتی اموال کی آمد ورفت بھی کم ہوگئی ہی مگر باین ہمہ کہ تجارت کا بازار دن بدن شہر مین کمزور ہوتا جاتا ہے اب بھی وسط افریقیہ مین اموال تجارت کے بہت سے قافلے آتے جاتے ہین جو اپنا مال فروخت کرکے افریقیہ کا مال بھر کر لیجاتے ہین۔

فرقہ سنوسی[1]

ٹیونس اور مراکش مین زمانہ قدیم سے ایک مذہبی جماعت چلی آتی ہی جس کے ارکان یا ممبر "اخوان" (بھائی) کہلاتے ہین مذکورہ بالا مقامات مین اس جمعیت کو بہت بڑا اعزاز حاصل ہی اور ملک کے باشندے اس کو عزت دوقعت کی نظر سے دیکھتے ہین لیکن اس جمعیت کو جو اہمیت طرابلس الغرب مین حاصل ہی وہ ٹیونس اور مراکش سے بھی بدرجہا بڑھی ہوئی ہی اس جمعیت مین سب سے زیادہ اعزاز اور اہمیت فرقہ سنوسی کو حاصل ہی جس کا مرکز اہمیت کوئی اس وقت واحہ سیوہ کے شمال مغرب مین مقام جغبوب ہے۔

فرقہ سنوسی کے خلفا اس وقت شمال افریقیہ کے تمام علاقون مین پھیلے ہوئے ہین لیکن طرابلس مین اُن کا بہت زیادہ حصہ پایا جاتا ہی جہان وہ اپنی قوت[2] اور شجاعت کو ترقی

[1] ملخص از انسائیکلوپیڈیا انگریزی ۱۲ مؤلف [2] عیسائی اقوام بالخصوص چونکہ اس قسم کی مذہبی جماعت کی یگانگت واتحاد کو مشتبہ نظرون سے دیکھا کرتی ہین اسوجہ سے فرقہ سنوسی کے متعلق بھی عیسائی دنیا کا یہ خیال ہی کہ وہ ایک جنگجو اور مشتبہ فرقہ ہی لیکن جن لوگون کو

بخشتے رہتے ہین مقامات غدامس اور مرزوق بھی سنوسی لوگون کا ایک اچھا مرکز ہین جہان انکی تعداد بہت زیادہ موجود رہتی ہے۔

طرابلس وغیرہ مین فرقہ سنوسی اور شیخ سنوسی (رئیس الطائفہ) کی نسبت مختلف قسم کی تین باتین مشہور ہین جن سے پتہ لگتا ہی کہ فرقہ سنوسی اور اُس کے شیخ نے سنہ ۱۸۸۵ء تک سوڈان[۱] یا شمالی افریقہ کے متعلق کوئی اہم کام انجام نہین دیا بلکہ ایک صابر و شاکر شخص کی طرح زاہدانہ زندگی (جو فرقہ سنوسی کا اصل اصول یا نصب العین ہی) بسر کی اور تعلیم و تلقین سے ملک کے باشندون کو فیض پہنچاتا رہا۔

فرقہ سنوسی کے بانی (شیخ سنوسی) کی نسبت جو حالات عام طور پر مشہور ہین انکا خلاصہ یہ ہی کہ ایک بزرگ "محمد السنوسی" نامی جن کا سلسلۂ نسب حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے ملتا ہی سنہ ۱۸۳۵ء مین علاقہ الجزائر کے مستغانم نامی گاؤن سے (جو اُنکی پیدائش کا مقام ہی) مراکش آئے اور مقام فاس (دار السلطنت مراکش) مین قیام کیا جہان اُنکی بزرگی نیکی اخلاق اور پاکیزگی کا اثر عام طور پر پھیل گیا اور مراکش کے باشندے اُن کو عقیدتمندانہ نظر سے دیکھنے لگے۔

چند روز بعد آپ مراکش سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور مقامات مطہرہ و اماکن مقدسہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) افریقہ کی تاریخ پر عبور حاصل ہی وہ خوب جانتے ہین کہ فرقہ سنوسی نے ابتک کسی ایسی تحریک سے کام نہین لیا ہی جو خطرناک یا مشتبہ خیال کی جائے حتی کہ فرانسیسیون نے جب اُنکے مقامات پر بھی قبضہ کرلیا تو اُنھون نے کوئی مخالف تحریک شروع نہین کی رہی موجودہ جنگ چونکہ یہ وطن سے تعلق رکھتی ہی اسلیے اس مین حصہ لینا فرقہ سنوسی کی آیندہ زندگی کو خطرناک و مشتبہ نہین بنا سکتا کیونکہ اپنا گھر بچانا ہر شخص کا فرض ہی خواہ وہ مذہبی زندگی رکھتا ہو یا غیر مذہبی ۱۲ مترجم

[۱] انسائیکلوپیڈیا کے مؤلف کو فرقہ سنوسی کی نسبت جو اشتباہ یا غلط فہمی ہوئی ہی وہ اصلیت سے بہت کچھ دور ہی سوڈان اور شمالی افریقہ مین سنہ ۱۸۸۰ء کے بعد جو واقعات پیش آگئے ہین اُنکا تعلق فرقہ سنوسی سے نہین ہی بلکہ وہ ایک اور دوسرے شخص محمد مہدی سوڈانی کی زندگی سے تعلق رکھتے ہین اسلیے انسائیکلوپیڈیا کا ایک غلط انداز نظر سے فرقہ سنوسی کی سنجیدگی کو جسکا تعلق سنہ ۱۸۸۰ء کے بعد سے ہی مشتبہ قرار دینا ناواقفیت پر مبنی ہی کہ فرقہ سنوسی

زیارت سے شرفیاب ہوئے۔ مکہ معظمہ کے اماکن مقدسہ کی زیارت سے شرفیاب ہو کر آپ اسکندریہ تشریف لے گئے جہاں آپ کے لیے ایک زاویہ بنایا گیا لیکن قبل اسکے کہ آپ زاویہ مین قیام فرمائین مصر کے شیخ الاسلام نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور آپ مخالفت کے سبب اسکندریہ سے روانہ ہو کر صحرا لیبیا (شمالی افریقہ) مین پہنچے اور بنی غازی کے قریب برقہ کے علاقہ جبل اخضر مین قیام پذیر ہوئے۔

کچھ زمانہ کے بعد آپنے جغبوب کے ایک ایسے مقام کو اپنے قیام کے لیے انتخاب فرمایا جو گوشہ عافیت نشین ہونے کے ساتھ ہی عالم و زاہد ہر قسم کے اجنبی لوگون کی آمد و رفت سے محفوظ تھا اس مقام پر آپنے اپنے لیے ایک زاویہ دائرہ نما بین کھجورون کے درختون سے طیار کیا اور بہ اطمینان سے دینی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا طالبعلمون اور فیوضات باطنی حاصل کرنے والون کی ایک بڑی تعداد روزانہ آنے لگی اور چند روز مین آپ کا حلقہ ارادت ہزارون تک پہنچ گیا شمالی افریقہ کے مسلمان جوق درجوق شیخ ممدوح کی تعلیم و تلقین سے فیضیاب ہونے اور شرف زیارت حاصل کرنے کے لیے آنے لگے آپکی اس تعلیم و تلقین کی بدولت چند روز مین افریقہ کے چارون طرف آپ کے عقیدتمندون کی ایک جماعت پھیل گئی اور افریقہ وغیرہ کے علاقون مراکش طرابلس۔ بنی غازی۔ مکہ معظمہ وغیرہ مین فرقہ سنوسی کے زاویہ تعمیر ہو گئے۔ اور شیخ ممدوح کی جانب سے ہر مقام کے زاویہ مین ایک خلیفہ مقامی باشندون کی تعلیم و تربیت اور تلقین کے لیے مقرر ہوا۔ جن سے شیخ ممدوح کی پاکیزہ تعلیم کا اثر عالمگیر ہونے لگا۔

شیخ ممدوح ۱۸۶۰ء مین اس عالم فانی سے رحلت فرما کر عالم آخرت کی طرف سدھارے اور آپ کے بعد آپ کے بڑے بیٹے جن کا نام محمد مہدی تھا آپ کے جانشین قرار پائے محمد مہدی کے زمانہ مین فرقہ سنوسی کو بہت بڑی ترقی اور تقویت حاصل ہوئی اور سنوسی جماعت ملک مین ایک برگزیدہ جماعت سمجھی جانے لگی۔

"شمالی افریقہ" "برنو" اور صحرائے اعظم کے شہرون اور واحات سے حجاج کی کثیر تعداد سفر حج کی واپسی مین محمد مہدی کی زیارت کے لیے حاضر ہو کر اور اس برگزیدہ شخص کے

فیوضات باطنی سے متاثر ہوکر برکت حاصل کرنے لگی۔ دور دراز سے ارادتمندون کے ہدایا و تحائف محمد مہدی کی خدمت مین آنے لگے۔ شیخ ممدوح اب سے پہلے ہاتھی دانت اور اون کے بجز کوئی ہدیہ قبول نہ کرتے تھے لیکن اب وہ اون ہر قسم کی چیزون ذخائر زندگی اور ہتھیار وغیرہ کو ہدیہ مین قبول کر لیتے ہیں جو مختلف سواحل سے آتے ہین اور جنکی آمد کا علم بجز فرقہ سنوسی کے کسی کو نہین ہوتا۔

پچھلے دنون "رولف" "ناکتیجال" اور "دوفیور" نامی تین سیّاح شیخ محمد مہدی سنوسی سے جاکر ملے تھے۔ شیخ سنوسی نے اُن سے ملکر فرمایا کہ وہ فرقہ سنوسی کے مقامات مین سیاحت نہ کرین[1]۔

چودھوین صدی ۱۳۰۰ہجری کے ابتدا و مطابق ماہ نومبر ۱۸۸۲ء مین خیال کیا گیا تھا کہ اور عام طور پر اس کا انتظار[2] کیا جا رہا تھا کہ شیخ سنوسی ایک بڑے اہم معرکہ کے لیے تیار ہونگے لیکن فرقہ سنوسی کی ناموافقت سے شیخ سنوسی کا یہ خیال پورا نہ ہو سکا۔

محمد مہدی سنوسی کے حلقۂ ارادت مین ریاست ودائی کا سلطان بھی داخل تھا جس کا نام سلطان السنوسی مشہور ہوا اسپر فرانسیسیون نے حملہ کیا اور خونریز معرکون کے بعد وہ سلطان کو قتل کرکے ریاست ودائی پر قابض ہوگئے اُس وقت سے لیکر اب تک ریاست ودائی برابر فرانسیسیون کے قبضہ مین ہے۔

شیخ سنوسی ممدوح کی ابتدائی زندگی اور فرقہ سنوسی کے مختصر حالات کے بعد اب ہم ممدوح کے وہ حالات درج کرتے ہین جن کا تعلق اس صاحب حمیت و غیرت اور فدائے ملک و ملت کی ذات سے بحیثیت جنگ طرابلس[3] کے ہے۔

---

[1] معلوم نہین اسکی کیا اصلیت ہو ممکن ہو اجنبی سیاحون سے عرب طبقہ کی نفرت کا خیال کرکے اور نیز یہ سمجھکر کہ عرب کہین یورپین سیّاحونکو نقصان نہ پہنچائین شیخ ممدوح نے آراضی سنوسیکی سیاحت سے سیاحون کو منع فرما دیا ہو۔ ۱۲ مترجم

[2] یہ خیال صرف عیسائی دنیا کا واہمہ تھا۔ اسلامی دنیا مین ابتک نہ ایسا خیال کیا گیا ہو اور نہ خود شیخ مہدی سنوسی نے کبھی اس قسم کی تحریک کی ہے ۱۲ مترجم

[3] اس جنگ کا تعلق محمد مہدی سنوسی کے خلف اکبر شیخ احمد الشریف سنوسی سے ہے جو محمد مہدی سنوسی کی ۱۳۲۰ھ سے [illegible] ۱۲ مترجم

جنگ طرابلس مین شیخ احمد الشریف السنوسی نے جس حمیت وغیرت اور اخلاص سے کام لیا ہے اُسکی نظیر مشکل سے مل سکتی ہے ممدوح نے اس جنگ مین نہ صرف مال و دولت ہی خرچ کیا ہے بلکہ اپنے وسیع حلقۂ ارادت سے ہزارہا بہادر مجاہدین کو بھی میدان جنگ مین دشمنان اسلام کی سرکوبی کے لیے بھیجا ہے مجاہدین کی نمایان خدمات کے مفصل حالات و واقعات اپنی جگہ پر بیان ہونگے اس موقع پر مختصراً شیخ سنوسی کی تحریک شرکتِ جنگ کا حال لکھا جاتا ہے۔

احمد الشریف السنوسی چونکہ خالص مذہبی زندگی رکھتے ہین اسلیے ملت و ملک سے انھین خالص طور پر محبت و اخلاص ہے اور اسی اخلاص کی بدولت شیخ ممدوح اس جنگ مین شریک ہوئے ہین تاکہ دین جامعۂ اسلامیہ اور امت عربی کو پامال ہونے سے بچائین شیخ سنوسی کی یہ قابل تعریف تحریک[1] ملک مین ایسی پسندیدہ ہوئی کہ مشرق سے لیکر مغرب تک تمام دنیائے اسلام مین اس سے ایک جوشش پیدا ہوگیا اور تمام دنیائے اسلام ہر قسم کی ممکن مدد تک دینے پر آمادہ ہوگئی اور نہ صرف یہی بلکہ شیخ سنوسی ممدوح کی مبارک تجویز کی تمام افریقہ مین ادھر سے اُدھر تک تقلید کی جانے لگی اور مجاہدین گروہ در گروہ میدان جنگ مین آنے لگے۔

[1] احمد الشریف السنوسی نے اپنے قبائل مین جنگ کی شرکت کے لیے ایک اعلان جنگ بھی شائع کیا تھا جو مصر و آستانہ کے عربی و ترکی اخبارات مین شائع ہوا ہے اعلان کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

ہم تمکو مطلع کرتے ہین کہ ہم نے قبائل کے درمیان اعلانِ جنگ شائع کردیا ہے تاکہ امیر المومنین کے ملک سے اطالوی دشمنون کو باہر نکالدین۔ طوارق اور طبو یہ دو قبیلے آمادۂ جنگ ہوچکے ہین صرف ان دو مذہبین کی تعداد ساٹھ ہزار ہے جو جدید آلات حرب سے مسلح ہین اور انکے پاس ایک مدت دراز تک کے لیے سامان رسد و ذخائر موجود ہین۔ عربون مین ان سے زیادہ دلیر و جانباز کوئی اور قبیلہ نہین ہے جنگ انکی لذت ہے اور موت انکی غایت جس طرح خدا نے انسے فتح کا وعدہ کیا ہے اسی طرح انھون نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ ہم مرتے دم تک

سب سے زیادہ حیرت انگیز اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ شیخ سنوسی کو اس تحریک سے باز رکھنے کے لیے اطالویون کی جانب سے متعدد باتین پیش کی گیئن اور طرح طرح کے لالچ دیے گئے لیکن محمد مہدی سنوسی پر اُن کا کچھ بھی اثر نہ پڑا اور وہ جس طرح روز ازل سے ملت وملک کی خدمت کے لیے کھڑے ہوئے تھے اُسی طرح اُس پر قایم رہے۔ اُن سنوسی جھنڈون کا عکس جو ممدوح نے میدان جنگ مین مجاہدین کے لیے روانہ فرمائے ہین اور کچھ اُن مین سے ہدیۃً انجمن اتحاد و ترقی کے مدرسہ واقع اسکندریہ کو بھیجے ہین اس موقع پر درج کرتے ہین

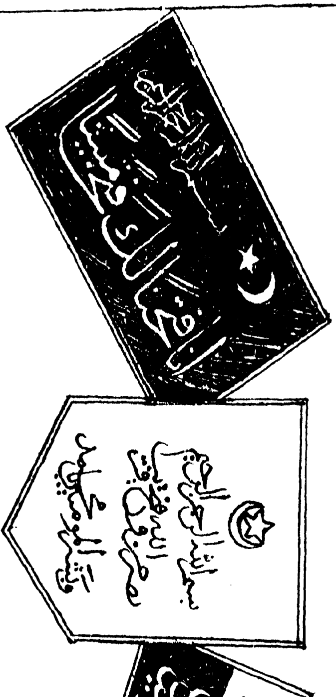

اعلام السنوسیة

طرابلس الغرب اور اطالوی

قدیم وجدید حالات

سنہ ۱۸۸۱ء مین فرانس کے تونس پر قبضہ کر لینے کے بعد اطالیہ نے یہ تحریک شروع کی کہ طرابلس الغرب پر وہ کسی طرح قابض ہو جائے چنانچہ اس خیال کی تکمیل کے لیے اُس نے اپنی رعایا کو طرابلس مین آباد ہونے کے لیے بھیجنا شروع کیا اور اطالوی بتدریج طرابلس مین آکر آباد ہونے لگے اور آہستہ آہستہ چند عمارتین بھی بنالین جن کا ذکر گذشتہ صفحات پر ہو چکا ہے۔

اطالوی آبادی بڑھ جانے پر اطالیہ اپنی بد بین نگاہین ایسے امور کے بہم پہنچانے پر ڈالنے لگی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) خلافت مقدسہ کی حمایت کرین گے اور اٹلی والون کو اپنے ملک مین اس سے زیادہ ذراسی بھی جگہ نہین دین گے جتنی انکی قبرون کے لیے درکار ہوگی اور جن کے اندر ان کو ہم خود اپنے ہاتھون سے اُتارین گے۔ مین تم کو ان دونون قبیلون کے جوانمردون کا حال سُناتا ہون کہ جس وقت میری دعوت جنگ انکے پاس پہنچی ہی تو وہ اپنے بی بی بچون مین بیٹھے ہوئے تھے۔ جنگ کا حال سنتے ہی وہ سجدہ مین گر پڑے اور شکر خدا بجالائے کہ ان کو اپنے خلیفہ کی حمایت کا موقع ملا۔ انکی عورتون نے جو انھی جیسی مردانہ ہمت رکھتی ہین ہم سے اجازت چاہی ہی کہ میدان جنگ مین مردون کے ساتھ جائین اور خدا کی راہ مین شہید ہون - اس سے بڑھکر ہم تم کو خبر دیتے ہین کہ اگر یہ جنگ دس سال بھی رہی تو ہماری ہمتین ذرا بھی پست نہ ہونگی اور ہمارے عزم مین مطلق فرق نہ آئیگا نہ ہمارے آدمی کم ہونگے اور نہ ہمارے ذخائر مین فرق آئیگا عنقریب ہماری تقلید دیگر قبائل کرینگے جیسے سلطان ودائی اور سلطان دارفور وسوڈانی اور یہ سب کے سب اٹلی کے ساتھ جنگ کرنے مین بہت خوش ہین۔

(مترجم)

جن سے وہ طرابلس الغرب کو دولت عثمانیہ کے ہاتھون سے نکال سکے چند مرتبہ کچھ نامعقول عذرات و تجاویز عمل مین لائی گئین لیکن اطالیہ ہمیشہ ناکامیاب ہی اور دولت عثمانیہ نے اطالیہ کی شرارت پر کچھ خیال نہ کیا اطالیہ کے قنصلون نے کئی مرتبہ گورنرون اور دیگر کارکنون کی شکایت کرکے اُنکے عزل کو چاہا لیکن اس کا بھی کوئی مفید نتیجہ اس کے حق مین نہ نکلا۔

ذیل مین ہم اطالیہ کی طمع ولالچ متعلقہ طرابلس کی مختصر تاریخ درج کرتے ہین جس کے مطالعہ سے اطالیہ کی شرارت و بدبختی کا کافی اندازہ ہو سکے گا۔

مسٹر آرنسٹ ابن نبسٹ سابق ممبر پارلیمنٹ انگلستان (حال پروفیسر دینیات آکسفورڈ یونیورسٹی) اپنی کتاب "ترکون کے ساتھ طرابلس مین" نامی مین "بعض واقعات موجودہ و ممکنات آیندہ" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہین۔

جس وقت سے فرانسیسیون نے ٹیونس پر قبضہ کیا اُسی وقت سے اطالیون نے خیال کرنا شروع کیا کہ وہ طرابلس الغرب کا آخری قابض و حقدار سمجھنا شروع کردیا کرسپی (سابق وزیر اعظم اٹلی) یہ دیکھکر کہ فرانس نے ٹیونس پر جہان بہ نسبت فرانسیسیو کے اطالیون کی تعداد زیادہ ہے قبضہ کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا اور طرابلس الغرب پر قابض ہونے کی تدبیرین کرنے لگا اگر کرسپی کی وزارت کچھ دن اور رہتی تو یہ جنگ اب سے بیس سال اُدھر شروع ہوگئی ہوتی۔

۱۸۷۸ء مین مقام "برلن" پر نپولین ثالث شہنشاہ فرانس نے پرنس کنسرٹ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ طرابلس الغرب کا کچھ حصہ سارڈینیا کو دیا جاسکتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد جب کرسپی کو موقع ملا تو اُس نے بہت کوشش کی کہ طرابلس الغرب پر دول یورپ سے وہ اطالیہ کے حقوق تسلیم کرالے لیکن اُسے اس مین ناکامیابی ہوئی۔

فرانس کی سرپرستی ٹیونس کا اعلان ایک ایسا امر تھا جس نے کرسپی کی امیدون کو خاک مین ملادیا اور وہ اس اعلان کے بعد اس امر کے خوف مین مبتلا ہوگیا کہ کہین فرانس طرابلس پر دست درازی کرکے اپنی جمہوری حکومت کی اتفاقی کارروائی کو

بحر متوسط تک بڑھاکر بحر متوسط کو بحیرۂ فرانس نہ بنالے۔

کرسپی کے اس خطرہ کے متعلق اُس خط وکتابت کا اقتباس جو اُس نے رجال سیاست سے کی تھی نہایت دلچسپ ہی جس کے مطالعہ سے کرسپی کی امیدون اور اندیشون کی کافی وضاحت ہوجاتی ہی کرسپی نے اپنے سفیر مقیم برلن کو لکھا تھا کہ۔

اب جبکہ ٹیونس پر فرانسیسی قبضہ ہوگیا اور دول یورپ مین سے کسی نے اسل مرمین اُس سے معارضہ نہین کیا تو ایسی مشتبہ حالت مین طرابلس الغرب پر ہمارے قابض ہونے کا ارادہ زیادہ عرصہ تک ملتوی نہین رکھا جاسکتا اسیلیے ہمکو ایسے وسائل بہم پہنچانے چاہئین جن سے ٹیونس پر فرانسیسی اقتدار کامل طور پر قائم نہ ہوسکے یا یہ کہ ایسی تدابیر اختیار کی جائین کہ ہم طرابلس الغرب پر آسانی سے قابض ہوجائین کیونکہ یہی وہ تدبیرین ہین جن سے فرانس کی آیندہ بحری و برّی قوت کی ترقی مین مزاحمت کیجاسکتی ہی۔

اسی طرح کا ایک مراسلہ کرسپی نے لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان کو لکھا جس مین بیان کیا کہ سرحد طرابلس پر فرانس کی دست درازی سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طرابلس پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہی ایسی حالت مین ہمین ضروری معلوم ہوتا ہی کہ ہم فرانس کی کسی مزید کارروائی سے قبل ہی طرابلس پر قابض ہوجائین تاکہ ”بائزرٹا“ سے ہمین اور نیز برطانیہ کو کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہے۔

کرسپی کے اس مراسلہ کا جواب اطالین سفارتخانہ لندن کی معرفت یہ دیا گیا کہ یور ایکسلنسی کی تحریر نے لارڈ سالسبری پر گہرا اثر کیا ہی چنانچہ مجھے ہدایت ہوئی ہی کہ مین بذریعہ تار اطلاع دون کہ جب بحر متوسط مین کسی چھوٹی یا بڑی تبدیلی کا وقت آئیگا تو طرابلس الغرب بلاشبہہ اطالیون کا حصہ ہوگا مگر لارڈ سالسبری آپ کے اس خیال سے متفق نہین ہین کہ طرابلس پر قبضہ کرنے مین عجلت سے کام لیا جائے طرابلس پر قبضہ کرنے کا وقت ابھی نہین آیا البتہ اطالیہ کو چاہیے کہ وہ طرابلس کے حاصل کرنے مین شکاری کی مانند صبر کے ساتھ اُس وقت تک انتظار کرے جب تک کہ شکار پورے طور پر زد مین نہ آجائے کیجس وقت شکار زد مین آجائیگا اُس وقت شکاری اپنے

شکار مین ضرور کامیاب ہوگا ورنہ کم سے کم شکار زخمی ضرور ہو جائیگا۔
یہ مراسلات اور مشورے اُس زمانہ کے ہین جبکہ ترکی کی حالت نہایت ابتر تھی اور ترکی کا بہتر سے بہتر دوست بھی اُسکی نسبت یہ رائے رکھتا تھا کہ ترکی سلطنت کے کل پرزے جلد خراب ہو کر بیکار ہو جانے والے ہین۔
اس زمانہ مین یورپ ترکی کو مرد بیمار کی مانند سمجھکر اُسکے ترکہ کی فکر مین تھا بس ایسی حالت مین ترکی کے دُور دراز صوبہ کی تقسیم یقیناً متصور ہوسکتی تھی چنانچہ یورپ نے بخیال خویش ترکی کی تقسیم شروع کر دی تھی اور اطالیہ کی نظرین شمال افریقہ مین طرابلس الغرب تک پڑ رہی تھین جسکے لیے کرسپی نے کوششون اور عملی کارروائیون کے لیے کوئی تدبیر اُٹھا نہین رکھی۔
یورپ اور اطالیہ اسی خیال مین تھے کہ ترکی اپنے نوجوان مدبّرون کی کوشش سے میدانِ ترقی مین گام زن ہوئی اور چند سالون مین ایسی حیرتناک ترقی کی کہ یورپ حیران رہ گیا۔
۱۸۹۷ء مین بابعالی نے یونان کی جنگ اور دیگر ضروریات کے لیے باوجود شخصی (استبدادی) حکومت ہونے کے جس آسانی سے پانچ لاکھ سپاہی جمع کر لیے اُسکو دیکھکر یورپ حیرت زدہ رہ گیا اور اب تو ترکی کا فوجی بازو ماشاءاللہ قوی ہے کہ جسکی قدر ہر ایک شجاع اور مدبّر و سنجیدہ شخص کو کرنی چاہیے علاوہ ازین جمہوریت (جو ترکی کے لیے بسا مفید شے ہین) پوری قوت سے قائم ہو گئی ہے اور باوجود چند اُن ابتدائی غلطیون کے جن کا ذکر محاسن کے سامنے کوئی وقعت نہین رکھتا۔ دولت ترکی اُن اصلاحات سے کام لے رہی ہے جن کا پاکیزہ و مفید اثر دُور دُور تک پھیل جانے والا ہے۔
ترکون کی یہ ترقی یوروپ کی نظر سے بہت کچھ قابل تعریف ثابت ہوئی ہے اور یوروپ نے اس ترقی کو اچھی پسندیدہ نظرون سے دیکھا ہے لیکن ترکون کی اس تدریجی رفتارِ ترقی کو دیر نہین ہوئی تھی کہ یوروپ کے سیاسی حلقون نے

اُن کے مقبوضات مین سے بوسینیا و ہرزیگونیا کو بغیر کسی جائز حق کے اُن سے چھین لیا۔ ترکون کے ہاتھ سے بوسینیا اور ہرزیگونیا کے نکل جانے کے بعد اطالیہ نے آگے بڑھکر طرابلس الغرب کے الحاق کا اعلان کیا جس کو دول یورپ نے بغیر کسی چون و چرا کے تسلیم کر لیا۔

ایک ترکی افسر نے مجھسے کہا اور سچ کہا کہ ہم جب میدان ترقی و اصلاح مین بڑھنے کا ارادہ کرتے ہین تو یورپ ہمارے راستہ مین مزاحم ہوکر ہمکو ترقی واصلاح سے روک دیتا ہے ہماری حالت بالکل بچہ کی سی ہے جس کا گلا پیدا ہوتے ہی یورپ گھونٹنا چاہتا ہے اور کوئی موقع ترقی و اصلاح کا دینا نہین چاہتا اب ہم اُن واقعات کی طرف رجوع کرتے ہین جن کا تعلق جنگ طرابلس الغرب سے ہے واضح ہو کہ اطالیہ نے جنگ طرابلس کے لیے جو نامعقول عذر پیش کیے ہین وہ ہرگز اس قابل نہین ہین کہ اُن پر کچھ توجہ کی جائے۔

اطالیہ کے اس جرم مین اگرچہ دول یورپ اس امر سے انکاری ہین کہ وہ اطالیہ کے ساتھ شریک نہین لیکن جس وقت اطالی نے اس جنگ کے معاملہ کو یورپ کے سامنے پیش کیا اور تمام دول یورپ نے قانون ناطرفداری کے نامعقول بہانے سے جنگ کے روکنے کے ذرائع سے علیحدہ ہوکر اطالیہ کو آگے بڑھنے کی جرأت دی یہ امور بجائے خویش اس بات کو بتلا رہے ہین کہ دول یورپ ضرور اطالیہ کے ساتھ اس جرم مین شریک ہین۔

مین اگرچہ انگریزی قوم کا ایک شخص ہون لیکن مین اس امر کو پسند نہین کرتا کہ واقعات کو چھپاؤن اور ضمیر فروشی کرون اسلیے مین نہایت آزادی کے ساتھ کہتا ہون کہ دول یورپ جس مین برطانیہ اعظم بھی شامل ہے صرف یہی نہین کہ اطالیہ کے ارادہ سے واقف تھے بلکہ انھون نے اُس کے ارادون سے پورے واقف ہونیکے ساتھ ہی خاموشی کے ساتھ اطالیہ کو اس قبیح فعل کے ارتکاب کی بھی جرأت دلائی مسٹر ارنسٹ این بنٹ آگے چل کر معاہدات کی نسبت لکھتے ہین کہ۔

عہدناموں کے متعلق مین اس موقع پر اس سے زیادہ کچھ لکھنا نہین چاہتا کہ معاہدات آجکل صرف اسلیے مرتب کیے جاتے ہین کہ جب کوئی حکومت نقض معاہدہ پر قادر ہوکر معاہدہ کو اپنے مقاصد مین خلل انداز سمجھے تو وہ اُن کو بغیر کسی پس و پیش کے چاک کر دے۔

مزید توضیح کے لیے اس موقع پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہی کہ ۹ جون سنہ ۱۹۱۱ء کو اطالیہ کے جدید وزیر خارجہ مارکوس سان گلیانو نے پارلیمنٹ کے ایک اجلاس مین بیان کیا تھا کہ۔

اطالوی حکومت کی پالیسی سیاسی معاملات خارجہ مین ہمیشہ سے یہ رہی ہی کہ نہ صرف یورپ ہی مین بلکہ افریقہ مین بھی دولت عثمانیہ کے استحکام کی پاسداری کرے اور دولت عثمانیہ کو عزت و احترام کی نظرون سے دیکھے حکومت اطالیہ کی یہ پالیسی جن وجوہ پر مبنی ہی اور جن کا اظہار میرے پیشرو نے کیا تھا اُس مین ابتک کسی قسم کی تبدیلی واقع نہین ہوئی ہی۔ کیا کوئی عقلمند شخص اطالوی وزیر خارجہ کے مذکورہ بالا الفاظ کو پڑھکر یہ کہہ سکتا ہی کہ جو شخص اس قسم کے خیالات رکھتا ہو وہ اس کے خلاف بھی کرے گا ہر چند کہ ایسی امید نہین ہوسکتی تھی لیکن اطالوی وزیر خارجہ نے بہت جلد یعنی صرف چار مہینے کے عرصہ مین اپنے خیالات کے خلاف عملدرآمد کرتے ہوئے حکومت اطالیہ کی ناگوار پالیسی کو نمایان کر دکھایا اور ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء کو اس شخص نے ایک اعلان جنگ دولت عثمانیہ کے خلاف کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ اطالیہ کا ارادہ ہی کہ وہ طرابلس الغرب اور برقہ وغیرہ پر قبضہ کر لے۔

اس مختصر سی بحث کے بعد اب ہم طرابلس الغرب کی زرعی اور معدنی اہمیت پر کچھ لکھتے ہین واضح ہو کہ اطالوی اخبارات طرابلس الغرب کی زرعی و معدنی آمدنی کے موضوع پر جنگ طرابلس کے شروع ہونے سے کئی سال قبل بہت کچھ بحث کرتے رہے ہین اس موضوع پر اطالوی اخبارات نے جس تعریف اور غلو کے ساتھ بحث کی ہی اُس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہی کہ اطالوی اخبارات کے خیال مین

طرابلس ایک جنت ہے جس مین ملک کو سرسبز کر دینے والی نہرین جاری ہین بعض ایسے لوگ بھی ہین جو غلو فی المحبت مین "خوبصورت طرابلس یا" کے گیت بنا کر گاتے ہین اور طرابلس کی محبت کو نشو ونما بخشتے ہین لیکن بہت دُور نہین ہے وہ زمانہ جبکہ اطالوی یہ معلوم کر کے کہ طرابلس الغرب کے متعلق جسقدر حکایات مشہور ہین اور اُسکی زرخیزی کی نسبت جو کچھ بتلایا گیا وہ حقیقت مین دھوکہ ہے اور طرابلس ایک غیر آباد جنگل کا خطہ ہے سخت پشیمان ہوتے ہوئے اپنے کو تاریکی و گمراہی مین خیال کرینگے اس وقت بھی اٹلی مین دو گروہ پائے جاتے ہین جن مین سے ایک کا خیال ہے کہ دولت عثمانیہ سے طرابلس پر جنگ کرنے مین اطالوی حکومت کوئی فائدہ نہین اُٹھا سکتی ہے یہ لوگ عقلمند ہین اور دولت اطالیہ کے خیالات و حرکات پر مذاق اُڑاتے ہین دوسرا گروہ اس کے خلاف اطالیہ کے لیے جنگ طرابلس سے فوائد کا متوقع ہے اخبار "دی سیسلیا" نے ۲۸ جنوری کی اشاعت مین طرابلس الغرب کی دولت کے موضوع پر ایک طویل مضمون لکھا ہے جس کا اقتباس دلچسپ و مفید ہونیکے لحاظ سے ہم اس موقع پر درج کرتے ہین۔

اطالوی حکومت نے تین آدمیون کو طرابلس الغرب کی اقتصادی حالت کی تحقیقات کرنے اور یہ دیکھنے کے لیے کہ وہان زراعت و پیداوار کی قوت کیا ہے اور اُس مین کسقدر اصلاح ہو سکتی ہے بھیجا تھا۔

سنیر ڈی فلیس نے ان ممبرون سے جو تحقیقات کے لیے جا رہے تھے بیان کیا کہ اُنکی تحقیقات پر تمام امور و تجاویز کا انصرام موقوف ہو گا اگر طرابلس الغرب تحقیقات مین زراعت وغیرہ کے لحاظ سے کوئی مفید نتیجہ پیدا کرنے والا ثابت ہو تو اُسپر روپیہ خرچ کرنے کے ساتھ ہی دشواریون کو بھی برداشت کیا جائے۔

یہ وفد اٹلی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے سیدی مصری پہنچا اور اُن خندقون سے کچھ آگے بڑھکر جن کو اطالویون نے اپنی حفاظت کے لیے تیار کیا تھا ریتلے میدان دیکھے یہ لوگ گاڑیون مین بیٹھے ہوئے تھے اور اُچک اُچک کر دُور سے گھاس

بھرے ہوئے جنگلون کو دیکھکر اُنھون نے یہ رائے قایم کرلی کہ طرابلس الغرب کی زرعی حالت قابل اطمینان ہی حالانکہ وہ سرسبز گھاس جس کو دیکھکر وفد نے طرابلس الغرب کی سرسبزی کا یقین کرلیا تھا ایک ایسی گھاس ہی جس کو اونٹ بھی مشکل سے اُس وقت کھاتا ہی جبکہ وہ بھوک سے قریب بہ ہلاکت ہو۔

ان گھاس دار جنگلون اور میدانون کے دیکھ لینے کے بعد یہ وفد طرابلس الغرب کی آب رسانی کے مسئلہ پر غور کرنے لگا اور انھون نے اپنے طرابلسی رہنما سے اسکے متعلق دریافت کیا جس کے جواب مین رہنما نے کہا کہ طرابلس الغرب کی آبادی پانی سے خالی نہین ہر صحرائے نخلستان کے ہر عرب کے گھر مین کنوان موجود ہی اور دوسرے حصون مین اگرچہ بارش بہت کم ہوتی ہی لیکن شبنم اسقدر گرتی ہی کہ بارش کا قائم مقام ہوجاتی ہی وفد نے اپنے رہنما کی بات کو مستند سمجھکر اس امر کا اطمینان کرلیا کہ طرابلس مین آبرسانی کا مسئلہ اطمینان کے قابل ہی مزید تحقیقات کی ضرورت نہین۔

رہنما کے بیان کے علاوہ اس وفد کو مزید تحقیقات کی ضرورت اس وجہ سے بھی پیش نہین آئی کہ اُس نے نخلستان مین خود اپنی آنکھون سے یہ دیکھا کہ وہان پانی کثرت سے پایا جاتا ہے۔

مسٹر آرنسٹ این بنٹ نے اسکے بعد طرابلس الغرب مین آب سانی کے مسئلہ پر ایک معقول بحث کی ہی جس مین مستند مورخون کے اقوال سے یہ امر نہایت مدلل طور پہ ثابت کردیا ہی کہ طرابلس الغرب کی زمین پانی کی کمیابی سے ہرگز ہرگز زراعت کے قابل نہین ہے۔

افسوس ہی کہ اطالیہ نے مدبرین سیاست کے تجربات و آرائے پر ہرگز غور نہین کیا اور ملکی اخبارات کے جوشیلے مضامین سے متاثر ہوکر طرابلس پر قبضہ کرلینے کا پختہ ارادہ کرلیا اور اس خیال و ارادہ کی تکمیل کے لیے اطالوی حکومت کی جانب سے حسب ذیل اعلان باب عالی کو دیا گیا۔

اعلانِ جنگ[۱]

حکومت اطالیہ کئی سال سے بابعالی کو اس امر کی یادداشت بھیج رہی ہے کہ وہ طرابلس الغرب اور بنی غازی میں بدامنی کا انتظام کرے اور ایسے اسباب و انتظامات تجویز کرے جن سے ملک ترقی اور نفع حاصل کرے۔

اطالیہ چاہتی ہے کہ طرابلس الغرب میں تمدن کو ترقی دی جائے اور ملکی منافع کے ذرائع میں اصلاح سے کام لیا جائے تاکہ سواحل اطالیہ اور طرابلس الغرب کے تجارتی تعلقات میں آسانی ہو۔

اطالیہ کے اُس بہترین مسلک سے جو اُس نے دولت عثمانیہ کی اعانت و ہمدردی کے لیے اختیار کرتے ہوئے دولت عثمانیہ کو اُن آخری سیاسی مشکلات میں مدد دی ہے جو اُسکی زندگی کے لیے نہایت خطرناک تھے اور اب تک کی اُس نرم و معتدل پالیسی سے جو وہ دولت عثمانیہ کے ساتھ برت رہی ہے۔ دولت عثمانیہ کو یہ امر اختیار کرنا چاہیئے تھا کہ وہ طرابلس الغرب و برقہ میں اطالوی حقوق کی پوری نگہداشت کرنے کے ساتھ ہی مزید حقوق بھی عطا کرتے لیکن دولت عثمانیہ نے ایسا نہیں کیا اور ہمیشہ اطالیہ کی درخواستوں کو مسترد کرتی رہی۔

حکومت عثمانیہ جو اب تک برابر طرابلس الغرب و بنغازی کے متعلق اطالوی درخواستوں کو مسترد کرتی رہی ہے اگرچہ باہمی سمجھوتہ کرنیکے لیے تیار رہی ہے اور اُس نے ایسی تجویزیں پیش کر دی ہیں جن میں ترکی حقوق کی کامل حفاظت کے ساتھ ہی اطالوی حقوق کی

۱؎ یہ اعلان جنگ جس وقت صدر اعظم حقی پاشا کے پاس پہنچا نمک حرام و ملت فروش نے اُس کو چوبیس گھنٹہ تک اپنے پاس دبائے رکھا اور چوبیس گھنٹہ کے بعد بابعالی میں پیش کیا جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اطالیہ ساحل پر اُتر کر طرابلس الغرب پر آسانی سے قبضہ کر لے اور پھر دولت عثمانیہ سے کچھ بنائے نہ بنے خداوند تعالی ایسے ملت و ملک فروش لوگوں سے محفوظ رکھے ۱۲ مترجم

امتیاز کا بھی اظہار کیا گیا ہی لیکن حکومت اطالیہ ایسے امتیازی حقوق کے لینے پر ہرگز آمادہ نہین ہی جن مین کچھ فائدہ نہ ہو اور نہ وہ مستقبل کے لیے کسی نفع کی امید پر مبنی ہون۔

اطالوی حکومت کو اپنے قناصل مقیم طرابلس و بنی غازی سے معلوم ہوا ہی کہ طرابلس و بنی غازی مین غیر ملکی باشندون کی حالت عموماً اور اطالویون کی حالت خصوصاً نہایت خراب ہی وہان کی ملکی رعایا اور فوجی آفیسر اور دیگر ارکان حکومت اطالویون اور دوسرے اجنبی باشندون کو بہت ستاتے اور اُن پر ظلم کرتے ہین اُن کی تجارتون اور دیگر حقوق کو سخت نقصان پہنچایا جاتا ہی اور نوبت یہان تک پہنچ چکی ہے کہ اجنبی باشندون کی زندگی معرض خطر و ہلاکت مین ہی ان شدتون اور تکلیفون سے عاجز ہو کر غیر ملکی باشندے اپنی سکونت ترک کر کے واپس آ رہے ہین عثمانی سپاہ کی نقل و حرکت جو طرابلس مین آئے دن ہوتی رہتی ہی غیر ملکی باشندون پر سخت غضب ڈھا رہی ہی اطالوی حکومت نے دولت عثمانیہ کو اس بدانتظامی کے بُرے نتائج سے مکرر و متواتر اطلاع دی ہی لیکن دولت عثمانیہ پر اس کا کوئی اثر نہین ہوا اسلیے اطالوی حکومت مجبور ہو کر موجودہ بدانتظامیون اور خطرون سے طرابلس الغرب کو محفوظ رکھنے کے لیے اب بالکل تیار ہے۔

حکومت اطالیہ چونکہ اس امر کو دل سے پسند کرتی ہی کہ طرابلس الغرب پر وقعت و عزت کے ساتھ قبضہ کیا جائے اسلیے اس کام کی تکمیل کو باقاعدہ جنگی طریقہ پر شروع کیا جاتا ہے۔

حکومت اطالیہ نے طرابلس و بنی غازی کے متعلق بھی ایک بے مثل طریقہ اختیار کیا ہی اور اسی پر اُسکو اعتماد و بھروسہ ہی۔

اس اعلان کے بعد دولت اطالیہ اس امر کی منتظر ہی کہ دولت عثمانیہ رجال دولت کے نام اس امر کا فرمان شائع کر دے گی کہ وہ دولت اطالیہ کے ارادون کی تکمیل کی مزاحم نہ ہون اور اُس کے مطالبات تسلیم کر لین تاکہ اطالیہ طرابلس الغرب پر

بغیر کسی معارضہ کے قبضہ کرے اور آسانی سے اطالیہ کے مقاصد تکمیل کو پہنچین مطالبات تسلیم کر لینے کے بعد اطالیہ اور دولت عثمانیہ باہم مل کر طرابلس الغرب کی آیندہ حالت کے متعلق باتفاق رائے کوئی مفید تجویز پیدا کر کے باہم من سمجھوتہ کر لین گی۔

اطالی سفیر مقیم استانہ کو حکم دیا جاتا ہی کہ وہ بابعالی سے اس اعلان کے متعلق شافی و کافی اور انقطاعی جواب حاصل کرے اور بابعالی کو اس اعلان کے پہنچانے کے بعد چوبیس ۲۴ گھنٹہ کے اندر اسکے جواب سے اطلاع دے اگر چوبیس ۲۴ گھنٹہ کے اندر اس کا جواب نہ ملا تو اطالیہ اپنی جنگی کارروائیان شروع کر دیگی اور طرابلس پر قابض ہو جائیگی امید ہی کہ بابعالی اس اعلان کا جواب چوبیس ۲۴ گھنٹہ کے اندر اپنے سفیر مقیم رومہ کے واسطہ سے ہمارے پاس بھیجدے گی۔

دستخط "مرساق گلیانو"

وزیر خارجہ اٹلی

باب عالی کا جواب

طرابلس الغرب عثمانی ولایات و مقبوضات مین داخل ہی بابعالی کسی حالت مین اُس کو نہین چھوڑ سکتا اور نہ کسی دوسری طاقت کو دے سکتا ہی اطالوی باشندے جو طرابلس الغرب مین مقیم ہین اُن کو کسی قسم کی تکلیف نہین اور نہ وہ کسی خطرہ مین مبتلا ہین اطالوی سپاہ کا طرابلس مین اپنی رعایا کی حمایت کے لیے آنا بالکل بے سود ہی کیونکہ حکومت عثمانیہ پر اُنکی حمایت و حفاظت واجب ہی اور وہ اسکو اچھی طرح ادا کر رہی ہی اطالوی تجارتین اچھی حالت مین ہین اور کسی قسم کی بدامنی نہین پائی جاتی۔

دولت عثمانیہ اور اطالیہ مین جو باہمی دولی تعلقات قایم ہین اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے اطالیہ کی موجودہ بحری و بری تیاریان نہ صرف یہ کہ مناسب نہین ہین بلکہ اُس

اعتراف واتحاد کے بالکل برعکس ہی جو گذشتہ مہینون مین اطالیہ کے وزیر خارجہ نے اپنی زبان سے کیے تھے اور اقرار مؤکد کیا تھا کہ دولت اطالیہ عثمانی مقبوضات کی پوری پوری حفاظت کرے گی اور اُس کا ارادہ طرابلس الغرب پر قبضہ کرنیکا نہین ہے باب عالی جائز شکایات کے انسداد کے واسطے باہمی گفتگو کرنیکے لیے تیار ہی لیکن اگر اطالیہ اس امر سے انکار کرے گی تو باب عالی اپنے مقصد کو ہاتھ سے نہ دیگا اور اُس وقت اُس کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی حفاظت کے وسائل پر عمل کرے۔

باب عالی کا یہ جواب اطالوی سفیر مقیم قسطنطنیہ کے پاس ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو جمعہ کے دن صبح کے ۶ بجے بھیجدیا گیا اور ہدایت کر دی گئی کہ اسے جلد تر اپنی حکومت کو بھیجے جنگ کے واقعات و حالات لکھنے سے پہلے اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ہم اطالیہ اور دولت عثمانیہ کی فوجی طاقت کا ذکر کردین تاکہ دونون قوتون کا حال معلوم ہو سکے۔

دولت عثمانیہ کی فوجی طاقت

سب سے پہلے عثمانی سپاہ کی جدید طریقہ پر آراستگی و ترتیب سلطان محمود ثانی کے زمانہ مین عمل مین لائی گئی اُسکے بعد ۱۸۴۳ء مین اُس مین اور اضافہ کیا گیا پھر ۱۸۵۴ء اور ۱۸۶۹ء مین کچھ اور مزید اصلاحات کی گئین بعدہ ۱۸۸۶ء مین ایک عظیم الشان اصلاح ہوئی یہ اصلاح جرمنی کے مشہور افسر "کولونیل فون ورغولتز" کے ہاتھون سے عمل مین آئی تھی جسکے ساتھ چودہ دوسرے جرمنی افسر بھی عثمانی سپاہ کی تعلیم و تربیت مین شریک تھے۔

جمہوریت کے بعد خاص طور پر سپاہ کی درستگی و عمدگی کی طرف توجہ کی گئی اور اور جب سے کہ وزارت جنگ پر محمود شوکت[1] پاشا کا تقرر ہوا ہی اُس وقت سے

---

[1] افسوس ہی کہ محمود شوکت پاشا وزارت جنگ سے مستعفی ہو گئے اور اب اُنکی جگہ ناظم پاشا وزیر جنگ مقرر ہوئے ہین ۱۲ مترجم

فوجی طاقت بہت کچھ عمدہ ہوگئی ہے۔

عثمانی سپاہ کے لیے بہت سی شروط اور نظامات ہین لیکن اس موقع پر اُن کا ذکر بے محل ہوگا اسلیے ہم صرف یہ بیان کرتے ہین کہ بحالتِ جنگ دولت عثمانیہ کس قدر قوت میدان جنگ مین لا سکتی ہے۔

عثمانی سپاہ چند "فرقون" پر تقسیم ہی جن کو "فیالق" کہتے ہین "فیالق" کا واحد فیلق ہی جسکو ترکی مین "اُردو" بولتے ہین اور اُس کا معرب "عرضی" ہے "فیلق" یا "عرضی" چند رجمنٹون اور پلٹنون وغیرہ سے مرکب ہوتی ہی عثمانی سپاہ اس وقت سات فیلق پر منقسم ہی جو مملکت عثمانیہ کے مختلف مقامات مین حسب ذیل طریقہ پر مقیم ہے۔

فیلق اوّل آستانہ اور اناضول فیلق دوم سلانیک فیلق سوم مقدونیہ فیلق چہارم ارمینیا فیلق پنجم شام فیلق ششم بغداد فیلق ہفتم یمن ان فیلقون کے علاوہ سپاہ کا دوسرا کثیر حصہ حجاز اور طرابلس الغرب مین مقیم رہتا ہے۔

فیلقون کی پلٹنون اور رجمنٹون کے اعداد مین فرق ہوتا ہی ایک فیلق دوسری فیلق سے بحیثیت رجمنٹون اور پلٹنون کے شمار کے مختلف ہوتی ہی اسیطرح ہر ایک فیلق کے سپاہی دوسری فیلق سے کم و بیش ہوتے ہین لیکن سپاہ کی مجموعی تعداد حالت امن مین تین لاکھ پینسٹھ ہزار ہی (۳۶۵۰۰۰) اس تعداد مین سوارون کی چھ پلٹنین جنکی تعداد ستائیس ہزار ہی اور حمیدیہ پلٹن کے سوار جو سولھا ہزار ہین وغیرہ غیر منظم افواج داخل نہین ہی اگر ان سب کو داخل کر لیا جائے تو دولت عثمانیہ کی فوج کی مجموعی تعداد بحالت امن چار لاکھ بیس ہزار ہو جاتی ہے۔

ریزرو فوج جو ضرورت کے وقت فوراً فراہم ہو سکتی ہی تین لاکھ چھپتر ہزار ہی۔ نوّے ہزار فوج ایسی ہی جو کچھ وقفہ سے فراہم ہو سکتی ہی اور پینتیس ہزار وہ فوج ہی جو قلعون وغیرہ سے علیحدہ رہتی ہی لیکن ضرورت کے وقت جلد سے جلد پہنچ سکتی ہی۔ ان مختلف شمار

داعداد سے دولت عثمانیہ کی اُس فوجی طاقت کے شمار داعداد کا نقشہ جو میدان جنگ میں لائی جاسکتی ہی حسب ذیل طریقہ پر مرتب ہوجاتا ہے۔

(۱) باقاعدہ قابل اعتماد فوج تین لاکھ پینسٹھ ہزار (۳۶۵۰۰۰)

(۲) سواروں کی چھ رجمنٹیں ستائیس ہزار (۲۷۰۰۰)

(۳) حمیدیہ رجمنٹ کے سوار سولھا ہزار (۱۶۰۰۰)

(۴) ردلیف (ایزاد) تین لاکھ پچھتر ہزار (۳۷۵۰۰۰)

(۵) مستحفظ (ریزرد) نو ہزار (۹۰۰۰)

(۶) افواج مقیم قلعہ جات پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰)

تمام قوت کی مجموعی تعداد نو لاکھ آٹھ ہزار ہی۔

بحری قوت دولت عثمانیہ کے پاس اس وقت اگرچہ زیادہ نہیں ہی لیکن انگریزی افسروں کی کوشش سے اُس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہی اور گزشتہ زمانہ سے اس وقت کی بحری سپاہ کی حالت بہت اچھی ہی موجودہ تعداد حسب ذیل ہے۔

آہن پوش بڑے جنگی جہاز ۔ ۱۱ - آہن پوش جنگی جہاز (قریب تکمیل) ۱ چھوٹے ۳ - جدید کشتیاں ۷ - بڑی تارپیڈو کشتیاں ۴ جنگی آہن پوش چھوٹی کشتیاں ۸ - چھوٹی تارپیڈو کشتیاں ۱۴ - مجموعی تعداد ۴۸

اطالیہ کی فوجی قوت

اطالوی بڑی سپاہ کی ترتیب نظام عثمانی سپاہ کے نظام و ترتیب سے بالکل مختلف ہے اور عثمانی سپاہ کی مجموعی تعداد کے مقابلہ میں بہت کم تعداد رکھتی ہی یعنی اطالوی سپاہ کی مجموعی تعداد بحالت امن دو لاکھ سینتیس ہزار ہی۔

اطالوی سپاہ میں ایک خاص افریقی فوج ہی جس کو اریتھریا کی فوج کہتے ہیں اس میں تین چھوٹی سفید پلٹنیں اور چار زنگی پلٹن ہیں جنکی مجموعی تعداد چالیس ہزار چھ سو ہی ایک رجمنٹ صومالی لوگوں کی بھی ہی جسکی تین ہزار تعداد ہے۔

تمام اطالوی سپاہ نظامی وغیر نظامی ملاکر ساڑھے تین لاکھ سے زیادہ نہین ہے
اطالیہ کی بحری قوت البتہ عثمانی بحری قوت سے زیادہ اور عمدہ ہی جسکی تفصیل یہ تھی
جدید جنگی جہاز ۹ - قریب تکمیل ۳ - جنگی کشتیان ۲۱ - تارپیڈو کشتیان ۱۳
چھوٹی کشتیان ۲۱ - جدید تارپیڈو درجہ اول ۳۷ - پرانی کشتیان ۵۸ -
غوطہ خور کشتیان ۱۹ - مجموعی تعداد ۱۷۷

جنگ طرابلس کا ذمہ دار کون ہی؟

سلطان عبد الحمید چونکہ ایک دور اندیش اور مدبر شخص تھے اس وجہ سے وہ اس امر سے خوب واقف تھے کہ دول یورپ طرابلس الغرب کی جانب کس نظر سے دیکھ رہی ہین اور اُن کا کیا ارادہ ہی عبد الحمید نے اپنے دوران حکومت مین دول یورپ کی بُری نظرون کو دیکھکر اچھے اچھے افسر طرابلس الغرب مین مقرر کیئے تھے جن مین سے مرحوم رجب پاشا بھی تھے سلطان نے رجب پاشا کو طرابلس الغرب کے اندرونی وانتظامی معاملات مین ہر طرح کا اختیار دیدیا تھا چنانچہ اس آزادی کا یہ مفید نتیجہ نکلا تھا کہ طرابلس الغرب کے باشندے اصول حرب سے واقفیت حاصل کرنے لگے ہتھیار لگانے اور استعمال کرنے کی مشق ہونے لگی اور والی نے ہر قسم کے ہتھیار نوجوانون سے لیکر بوڑھون تک کو دیدیے کہ وہ ان کا استعمال کرنا سیکھین اسکے علاوہ ہر قسم کا ذخیرۂ جنگ اور فوجی قوت کافی تعداد مین طرابلس الغرب مین جمع کردی گئی تھی لیکن افسوس ہی کہ انجمن اتحاد و ترقی نے اپنے دَوران حکومت مین طرابلس الغرب کی جانب بھول کر بھی دیکھنا[۱] پسند نہ کیا۔

[۱] انجمن اتحاد و ترقی کا وجود ہر چند کہ دولت عثمانیہ کے لیے ایک بہترین چیز ہی لیکن نوجوانون کا رکنون مین جو خامیان ہوتی ہین اُنسے وہ خالی نہ تھی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ بوسینیا ہرزیگوینہ آسٹریا نے لے لیے اور طرابلس پر جو کچھ ہوا ظاہر ہی اگر انجمن تجربہ کار مدبرون کے مشورہ سے کام کرتی تو یہ نقصانات نہ اُٹھانے پڑتے کاش یہ تلخ تجربہ انھین مستقبل کے لیے مفید سبق دے اور وہ مزید دور اندیشی سے کام لین ۱۲ مترجم

انجمن اتحاد و ترقی کی حکومت نے صرف یہی نہ کیا کہ طرابلس الغرب کی جانب سے اپنی توجہ ہٹالی بلکہ جو ذخیرہ جنگ وہان موجود تھا اُس کو بھی واپس منگا لیا اور وہان کی سپاہ کو اطلاع دی کہ جس وقت ذخیرہ جنگ کی ضرورت ہو آستانہ سے طلب کرلیا جائے۔

اسکے علاوہ سب سے بڑی اور خطرناک غلطی طرابلس الغرب کے متعلق اتحادیون سے یہ ہوئی کہ اُنھون نے وہان کے سرکاری زرعی بنک کے کام کو بھی بند کر دیا جس سے طرابلس کے زراعت پیشہ لوگون کو بہت مدد ملتی تھی۔

عثمانی زرعی بنک کے بند کر دینے سے یہ خطرناک نتیجہ نکلا کہ طرابلس الغرب کے باشندے اطالوی بنک سے قرض لینے لگے اور اطالوی بنک نے نہایت آزادی و فراخدلی سے قرض دینا شروع کیا اور چند روز مین اُسکی بدولت اطالوی بنک نے بہت سی آراضی خرید کر کے اپنے لیے عمدہ عمدہ مکانات اور کوٹھیان بنالین اور اقتصادی ترقی مین مصروف ہوئی۔

اطالویون نے اقتصادی حیثیت سے ترقی کرتے کرتے طرابلس پر بالکل قبضہ کرلیا لیکن اتحادی بالکل متنبہ نہ ہوئے اور اطالویون کی قنصل کی شکایات پر اپنے گورنرون کو یکے بعد دیگرے تبدیل کرتے رہے۔

ایک مرتبہ انجمن اتحاد و ترقی کے جلسہ مین ایک سیاست دان شخص نے ارکان انجمن سے کہا کہ آپ لوگ طرابلس الغرب کی جانب بالکل توجہ نہین کرتے حالانکہ اُس کا خیال رکھنا سب سے مقدم ہے۔

اس ماہر سیاست شخص نے تشریح کے ساتھ طرابلس الغرب سے معاملہ کو بتلاتے ہوئے کہا کہ گیا اطالیہ۔ فرانس اور دیگر دول کے مقابلہ مین طرابلس الغرب اپنے جانباز سپاہیون کا خون اُسکی حفاظت کے لیے بہانا نہ پڑے تو اگر اسپر نظر رکھنا بہتر ہے تو توجہ کی سخت ضرورت ہے۔

انجمن اتحاد و ترقی نے بھی اپنے ایک عام اجلاس مین جو سلانیک مین منعقد

ہوا تھا طرابلس الغرب کے معاملہ پر بحث کی تھی لیکن کثرت سے نتیجہ یہی نکلا کہ مزید احتیاط وحفاظت کی ضرورت نہین ہو اسلیے اس معاملہ کو پارلیمنٹ مین پیش کیا جائے انجمن اتحاد و ترقی کے لسان حال اخبار طنین نے مذکورہ بالا جلسہ کی قرارداد پر حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی۔

طرابلس الغرب چونکہ ایک ایسا صوبہ ہو جو دولت عثمانیہ کو کوئی معتدبہ مالی فائدہ نہین پہنچاتا اسلیے دولت عثمانیہ کا فرض ہو کہ وہ اُس مین اقتصادی ترقیات کے وسائل بہم پہنچائے تاکہ اُسکے وہ باشندے جو ابھی تک فوجی خدمات مین شامل نہ ہو سکے ہین فوجی خدمات کے لیے تیار ہو سکین۔

اخبار مذکور یہ بیان کرنے کے بعد طرابلس الغرب کے باشندون کی جہالت اور علوم و فنون سے ناواقفیت کا ذکر کرتا ہوا حکومت عثمانیہ کا اُن سے بے پرواہ رہنا اور اُنکی طرف توجہ نہ کرنے کا بیان کرتا ہو اور اسکے بعد لکھتا ہو کہ حکومت کو طرابلس الغرب کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہو کہ جنگ طرابلس کے وقوع پذیر ہونے کی تمام ذمہ داری انجمن اتحاد و ترقی کے ارکانِ حکومت پر ہے جنھون نے طرابلس الغرب کی طرف بھول کر بھی کبھی توجہ نہ کی اگر انجمن اتحاد ترقی حقیقت مین اپنے ملک کی اصلاح و بہبودی کی خواستگار تھی تو اُس کو کم از کم اتنا کام ضرور کرنا چاہیے تھا کہ وہ طرابلس الغرب مین ایک مضبوط و مستحکم اور ضرورت کے موافق قلعہ تیار کر دیتی تاکہ عام دشمنون سے عموماً اور موجودہ دشمن اطالیون سے خصوصاً ملک کو محفوظ رکھتا اور اُنکے حملون کے مقابلہ مین ایک سدِّ سکندری کی مانند قائم رہ کر اُن کو خشکی پر اُترنے سے روکتا اگر طرابلس مین ایسا کوئی قلعہ موجود ہوتا تو اطالوی اسقدر جلد خشکی پر اُتر کر طرابلس الغرب پر کبھی قبضہ نہ کر سکتے جسقدر جلد کہ اب انھون نے کیا لیکن افسوس ہو کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ارکان حکومت کی ناواقفیتِ ذاتی یا غیرون کی سیاسی چالون نے

ایسا موقع نہ دیا کہ وہ طرابلس الغرب کی جانب توجہ کرتے اور اُس کو مستحکم بنانے ایک طرف تو ارکان حکومت کی یہ غفلت تھی اور دوسری طرف دول یورپ عموماً اور اطالیہ خصوصاً طرابلس الغرب پر للچائی ہوئی نظریں ڈال رہے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اطالوی آگے بڑھے اور طرابلس الغرب پر حملہ کر دیا۔

جنگ طرابلس الغرب کے وقوع پذیر ہونے کے متعلق ملت و ملک کے خاص ہمدرد عثمانیوں کی مختلف آرائے ہین جن مین سے کچھ ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور کچھ حسب ذیل ہین۔

بعض عثمانیون کا خیال ہے کہ اتحادی ارکانِ دولت حکومت کو عام خیالات و جذبات کے خلاف چلانا چاہتے تھے اُن کا ارادہ تھا کہ ممالک عثمانیہ کو خالص ترکی آبادی بنایا جائے اور اہلِ حکومت کی زبان مین احکام کا نفاذ ہو اور تمام کام یہ بھی اُن کا خیال تھا کہ سیادت اور اعلیٰ عہدے صرف ترکون کو دیے جائین اتحادیون کی طرف سے عربون کی نسبت جب اسقدر کراہت ظاہر کی گئی اور اُنکے اخبارات نے جن مین سب سے آگے اخبار طنین تھا عربون کی خلاف نہایت دل آزار و سخت مضامین شائع کیے تو ملک مین ایک جوش پیدا ہو گیا عرب ترکون کے دشمن ہو گئے اور ترکون کے خلاف اپنی قوت صرف کرنے لگے لیکن چند روز بعد ہی ایسے واقعات وحوادثات ظہور پذیر ہوئے کہ عربون کی بے مثل جرأت و بہادری اور خالص حب الوطنی نے ترکون پر ظاہر کر دیا کہ عرب دولت عثمانیہ کے دست و بازو ہین اور تاریخ مین اُنکی ہستی دولت عثمانیہ کے لیے ایک بڑی مددگار ہستی ہے۔

اس تجربہ کے بعد بھی اتحادیون نے عناصر کی تفریق کو مدنظر رکھکر مختلف مقامات مین بہت کچھ سختی سے کام لیا لیکن عقلاء اور ملک و ملت کے سچے ہمراہ خواہ و ہمدرد کی کوششون سے یہ وبا دور ہوئی اور آخر عربون نے جنگ طرابلس مین اپنی شجاعت عدیم النظیر اور اخلاصِ حقیقی سے ثابت کر دکھایا کہ وہ ملک و ملت کے

سمجھے جہان تہ رہین چنانچہ ان تجربات نے اتحادیون سے اس امر کا اقرار کرالیا کہ عرب ایک برگزیدہ قوم ہی اور اُسکی ذاتی فضیلت بہت کچھ اعلیٰ ہی عرب دولتِ عثمانیہ اور خلافتِ اسلامیہ کے حقیقی ہمدرد بلکہ رکن اعلیٰ ہین۔
خلاصہ یہ ہی کہ اتحادیون کی وہ غفلت جو طرابلس الغرب مین ایک مستحکم قلعہ نہ بنانے مین اُن سے ہوئی اور وہ کمینہ ملت فروشی جو سابق صدرِ اعظم حقی[1] پاشا سے ظہور مین آئی جنگِ طرابلس الغرب کے وقوع مین آنے کا اصلی سبب ہے غرض وہ غفلت اور شخصی اغراض اور وہ خیانت جن سے اطالیہ کو تازہ بتازہ تکالیف و مصائب پیدا کرنے کا موقع دیا خود ارکانِ دولت کی کمزوریون سے نتیجہ بد کا موجب بنین۔ اطالیہ نے ان امور کے علاوہ جو امور طرابلس الغرب پر حملہ کرنے کے متعلق پیش کیے ہین وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) سنہ ۱۹۱۰ء کے موسم گرما مین اطالوی سفیر بیرن بلانس دی مایور مقیم آستانہ پر طرح طرح کی سختیان کی گئین اور اُس کو سخت تکالیف دی گئین جن سے دولت اطالیہ کے دل مین دولت عثمانیہ سے بغض و عداوت پیدا ہوا اور روز بروز اس مین اضافہ ہوتا رہا۔

(۲) ایک اطالوی مہندس مقیم طرابلس پر جس کا نام "بنجازی" تھا طرابلس کے گورنر نے طرح طرح کے ظلم کیے اور بے انتہا سختیان اُسپر کی گئین اور اُسے مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی زمین واقع طرابلس الغرب کو گورنر کے ہاتھ فروخت کردے

(۳) رومۃ الکبریٰ کی بنات واقع طرابلس الغرب سے بھی اس قسم کا معاملہ کیا گیا

(۴) عثمانی حکام اطالوی جہازران کمپنی کو سخت سے سخت تکلیفون مین مبتلا رکھتے اور اُسے طرح طرح سے ستایا کرتے تھے۔

---

[1] حقی پاشا سابق وزیر اعظم کی وزارت اور اُسکی دانستہ غلطیون کا مفصل حال نیز نیز دولت عثمانیہ کی ذاتی زندگی وغیرہ کی حالات تفصیل کی ساتھ دوسرے حصہ مین لکھی جائینگی ۱۲ مولف

(۵) طرابلس الغرب کے اطالویون کے لیے جب کوئی مفید تجویز خیال مین آتی تو حکومت اُس کا نفاذ کرنے مین حیلہ سے کام لیتی - ایسے واقعات کثرت سے وقوع پذیر ہوئے ہین لیکن اطالوی حکومت ہمیشہ امن و صلح سے کام لیتی رہی ہے

(۶) ۱۹۰۸ء مین "دغاسنون" اور "تبرینی" کا باپ مارڈالا گیا تھا یہ دونون شخص اطالوی رعایا تھے اس کا مقدمہ مدت دراز تک طرابلس کے گورنر کی بدنیتی سے زیر تجویز رہا اور آخر اطالوی حکومت کے اس فیصلہ سے کہ قاتل کو معاف کردیا جائے اور معاملہ کو مساوات کی حیثیت سے طے کردیا جائے اسکا فیصلہ ہوا۔

(۷) ایک اطالوی تحقیقات کنندہ جماعت کے ساتھ عثمانی حکام نے دوران تحقیقات مین برابر تاؤ کرتے ہوئے اُس کو سخت تکالیف پہنچائین جس سے اس امر کا اندازہ ہوسکتا ہی کہ عثمانی حکام کی نیّت بہت خراب تھی اور اطالیہ کی نیّت اس معاملہ مین نیکی پر مبنی تھی۔

(۸) ۲۱- جون ۱۹۰۸ء کو شہر سی ابن نور مین ایک مقتول اطالوی راستہ پر پڑا ہوا پایا گیا اس مقتول کا نام ترمینی تھا ایک ترک نے بیان کیا کہ اس شخص نے خودکشی کی ہی کسی نے اس کو قتل نہین کیا لیکن اپنے اس بیان کی وہ کوئی دلیل پیش نہین کرسکا باین ہمہ جب یہ قضیہ عثمانی حاکم کی عدالت مین پیش ہوا تو حاکم نے ترکی کے بیان کو صحیح قرار دیکر اُسی کے مطابق فیصلہ کیا اسی طرح عثمانی پولیس نے ایک مرتبہ ایک اطالوی کو جس کا نام غوستا فورا بیب تھا سخت ذلت واہانت کے ساتھ مارا اور جب اطالوی قنصل کے ایک ترجمان نے اس معاملہ مین مداخلت کی تو اُسکی بھی سخت اہانت و ذلّت کی گئی اور نہ صرف یہین تک معاملہ ختم ہوگیا بلکہ ترجمان مذکور کو ظالم قرار دیکر اُسپر ظلم و سختی کا دعوے کیا گیا۔

اطالوی اسی قسم کے غیر صحیح و واہی عذرات و امور پیش کرکے اپنی بدنیّت ظاہر کرتے ہوئے ۲۹ ستمبر کو اپنے جنگی جہازات و کشتیان طرابلس الغرب پر لے آئے اور ساحل طرابلس کے قریب لنگر انداز ہوئے اور ایک وفد ساحل پر بھیجکر خواہش

ظاہر کی کہ شہر کا گورنر شہر کو اُن کے سپرد کردے ۔ اطالوی حکومت کا یہ حکم قطعی ہے اگر طرابلس الغرب اطالویون کے سپرد نہ کیا گیا تو اطالوی جنگی بیڑہ اس امر پہ مجبور ہوگا کہ اپنا کام شروع کرے اور شہر پر گولہ باری کر کے قبضہ کر لے طرابلس الغرب کے عثمانی گورنر اور عثمانی بحری افسر نے اطالوی وفد کے مطالبات کا جواب یہ دیا کہ ہمارے پاس بالجائی سے اس معاملہ مین ابھی تک کوئی اطلاع موصول نہین ہوئی ہے کیونکہ وزارت جدید حال مین قائم ہوئی ہے اسلیے ہم صرف اتنی مہلت چاہتے ہین کہ جدید وزارت کا تقرر ہو کر اُس کا کوئی باقاعدہ حکم ہم تک پہنچے تاکہ ہم اُسکے موافق کام کرین۔

گورنر کے جواب کے بعد وکیل گورنر نے وفد سے کہا کہ بیگناہ لوگون کا خون بہانا اکثر غیر مفید ہوتا ہے جب تک امن وسکون اور صلح کے ساتھ معاملات کا انفصال ہوتا ہو اُس وقت تک خونریزی بے سود ہے ۔

اطالوی وفد کے وکیل نے کہا کہ ہم ان باتون کو ہرگز تسلیم نہین کر سکتے ۔ اطالوی جنگی بیڑہ اور لشکر اپنی قومی عزت کو برباد نہین کر سکتا اسلیے وہ اس قسم کے عذرات سُننے کے لیے طیار نہین ہین اور آگاہ کرتے ہین کہ جنگ عنقریب شروع ہونے والی ہے ۔

طرابلس الغرب کے عثمانی گورنر اور عثمانی بحری افسر کے چہرے وفد کے یہ الفاظ سُنکر سرخ ہوگئے اور شجاعت وبسالت کا جوش ٹپکنے لگا اور آخر ضبط نہ کر کے وکیل سے کہا کہ طرابلس الغرب کی عثمانی سپاہ اور ملک کے باشندے اطالیون کے احکام سننے کے لیے ہرگز ہرگز تیار نہین ہین اطالوی اور تمام دنیا اس امر سے واقف ہے کہ ملک کے باشندے اپنے وطن کی کس طرح حفاظت کرتے ہین اور اپنی روحون کو ملک پر قربان کر دینے کے لیے کس طرح تیار رہین۔

اطالوی وفد یہ سُنکر واپس چلا گیا اور گورنر کی تعظیم تک نہ دی اور کچھ دیر بعد

معلوم ہوا کہ بحری تار کا سلسلہ کاٹ دیا گیا۔
وفد کے چلے جانے پر گورنر نے باشندگانِ شہر کو جمع کیا اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اطالوی وفد کے مطالبات سُنائے۔ اس مجمع میں شہر کے بڑے بڑے لوگ اور تمام ارکانِ حکومت شریک تھے۔
گورنر نے اطالوی مطالبات کا ذکر کر کے ایک نہایت پُرزور تقریر سے باشندگان ملک کو وطن کی حفاظت پر آمادہ کیا جس سے ایک عام جوش پیدا ہو گیا اور ہر ایک باشندہ اطالیون سے سخت نفرت کرنے لگا۔

جنگ کے ابتدائی واقعات

اطالوی حکومت نے جو چوبیس گھنٹہ کا اپنا آخری الٹی میٹم، ۲۷ ستمبر ۱۹۱۱ء کو بابعالی کی خدمت میں بھیجا تھا اور ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو اطالوی جنگی کشتیاں طرابلس کے سامنے ساحل سے سات میل کے فاصلہ پر کھڑی تھیں جہاں سے اُنکی گولہ باری برابر جاری تھی۔
اطالوی گولہ باری مؤثر تھی لیکن عثمانی سپاہ اپنے قلعوں سے جو جواب دے رہی تھی، وہ پانچ میل سے زیادہ مؤثر نہ تھا کیونکہ عثمانی توپیں پانچ میل سے زیادہ گولہ نہ پھینک سکتی تھیں اطالوی توپیں، چونکہ جدید ساخت کی تھیں اسلیے وہ اطمینان سے گولہ باری کر رہی تھیں اور اس امر سے اطالیون کو بالکل اطمینان تھا کہ عثمانی گولہ باری انھیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔
اطالوی گولہ باری کا رخ طرابلس الغرب کے دارالحکومت کی طرف تھا جس میں اس وقت گورنر قیام پذیر تھا شدید گولہ باری سے دارالحکومت کا ایک حصہ

لے منقول از "وو دی ٹرکس ان ٹریپولی" مؤلفہ مسٹر ارنسٹ این بنسٹ سابق ممبر پارلیمنٹ انگلستان ۱۲ مؤلف

منہدم ہوگیا اور آخر عثمانی سپاہ نے اپنی گولہ باری غیر موثر دیکھکر گولہ باری بند کر دی اور فوراً یہ انتظام کیا کہ طرابلس الغرب کو چھوڑ کر اور ضروری سامان لیکر عین زارہ کی جانب کوچ کیا جائے چنانچہ نشانات باب عالی سے جواب کا بہت دیر تک انتظار کرکے عثمانی سپاہ کو لیکر طرابلس الغرب سے چلدیے اور عین زارہ پہنچے طرابلس کا جسقدر جنگی ذخیرہ تھا وہ اب سے پہلے ڈرنہ روانہ کر دیا گیا تھا جس کو ڈرنہ میں عربی قبائل پر تقسیم کر دیا گیا۔

سلطان المعظم اور رعایا کے جذبات

واقعات سے معلوم ہوا ہے کہ اعلان جنگ ہونے کے بعد جلالۃ السلطان محمد خامس کی مصروفیت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ وہ رات دن جنگ کے متعلق اخبارات پڑھتے اور وکلا اور ارکان دولت سے مشورات کرتے رہتے تھے دول یوروپ کے رجحان اور سفرا دول کے خیالات پر بھی حضور والا ہر وقت غور فرماتے اور موجودہ حالت کو بھی دیکھتے تھے۔

ایک معتبر شخص کا بیان ہے کہ اعلان جنگ ہو جانے کے بعد حضرت سلطان المعظم رات اور دن میں اٹھارہ گھنٹہ مصروف و مشغول رہتے تھے اور صرف چھ گھنٹہ معمولی سا آرام کرتے تھے۔

سلطان المعظم نے ۲۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو ایک ایک تار شاہ انگلستان اور شاہ جرمن کے پاس بھیجکر یہ درخواست کی کہ وہ اس معاملہ میں مداخلت کرکے قصہ کو فیصل کرا دیں جس کے جواب میں شاہ انگلستان نے افسوس کے ساتھ اطلاع دی کہ وہ مداخلت کی قوت نہیں رکھتے۔

شاہ جرمن نے صدق و اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے اور سلطان المعظم کا احترام پیش نظر رکھتے ہوئے جواب دیا کہ وہ اپنے سفیر کو توسط کے معاملہ میں تحریک کے لیے لکھتے ہیں لیکن مجبوری یہ ہے کہ محض جرمن کی تحریک اس حالت میں کہ دوسری دول

بالکل خاموش ہیں ۔ ایک بے نتیجہ تحریک ہوگی لیکن باین ہمہ جس وقت جرمنی کو مداخلت کا موقع ملیگا وہ ہرگز دریغ نکریگی ۔ اور اس معاملہ کو دول کی خدمت میں پیش کریگی ۔

جرمنی سفیر نے شاہ جرمن کے جواب کی توضیح مین صدر اعظم ترکی سے یہ بیان کیا کہ شاہ جرمن کی کوشش اس معاملہ میں کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی ۔

اسی طرح سلطان المعظم نے کامل پاشا سابق وزیر اعظم سے اس معاملہ میں مشورتاً یہ دریافت کیا کہ اس حالت میں کیا کیا جائے کامل پاشا نے جواب میں عرض کیا کہ مشورہ کا وقت ہاتھ سے نکل گیا ہر چیز کا تدارک شے کے وجود سے پہلے ہونا چاہئے اس وقت بہترین مشورہ یہ ہے کہ دول یورپ کے عام غضب و غصہ سے بچنے کی تدابیر اختیار کی جائیں ۔

ابتدائے اکتوبر میں ساٹھ ممبر پارلیمنٹ جمع ہوئے اور ایک وفد مرکب ہوکر سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ سلطان المعظم نے وفد کی عرضداشت کے جواب میں ایک تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ وہ پارلیمنٹ منعقد کرنا چاہتے ہیں ۔

حقی پاشا سلطان المعظم کے اس ارادہ کا مخالف تھا کہ پارلیمنٹ منعقد کیجائے چنانچہ اوس نے سلطان المعظم کو اس سے روکا لیکن سلطان المعظم کا حکم عنقریب جاری ہونیوالا ہے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد کیا جائے ۔ اس کے بعد حضرت سلطان المعظم نے حسب ذیل تقریر فرمائی

میں نے دنیا کی تاریخ کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے لیکن میری نظر سے ایسا کوئی اہم خطرناک واقعہ نہیں گذرا ۔ جیسا کہ اطالیہ نے ظلم وستم کو انتہائی درجہ پہنچا کر حال میں دکھلایا ہے میں نے جس وقت ایڈریانوپل اور سلانیک کو دیکھا اور وہان کے مضبوط قلعون کو دیکھکر میری طبیعت خوش ہوئی ۔ اوس وقت میں نے اس امر کو بہت زیادہ پسند کیا کہ دولت عثمانیہ کے تمام ساحلون اور مقامات خطرناک پر مستحکم قلعے تعمیر کیے جائیں لیکن طرابلس الغرب اس معاملہ مین بالکل پیچھے رہا ۔ اور حقی پاشا کی کمزوری ناقابل اور غفلت سے جبری ہوئی وزارت نے اس کے متعلق کچھ نہ کہا ۔

وفد مذکور کے علاوہ ایک اور موقع پر سلطان المعظم نے حسب ذیل تقریر فرمائی

میرا ارادہ تھا کہ میں پارلیمنٹ کو اب سے پہلے منعقد کرون لیکن حقی پاشا کی وزارت نے اس معاملہ میں مجھ سے اختلاف کیا حقی پاشا کی وزارت انجمن اتحاد و ترقی کے ارادہ کے موافق کام کر رہی ہے۔

اس کے بعد حضور ممدوح نے فرمایا کہ میں اس امر کو بہت پسند کرتا ہون اور دل سے چاہتا ہون کہ دولت عثمانیہ کے تمام مقامات ایسے مضبوط و مستحکم ہو جائیں جیسا کہ میں نے ایڈریانوپل و سالانیک کو دیکھا ہے۔ لیکن حقی پاشا کی وزارت نے طرابلس الغرب کی سحت کام میں غفلت سے کام لیا۔ یہ امر بھی سب کو معلوم ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی نے گذشتہ سالون میں یہ اعلان کیا تھا کہ طرابلس الغرب سے چونکہ کسی فائدہ کی توقع نہیں اس سے اوس پر خزانہ کا زیادہ صرف کرنا مناسب نہیں ہے اور اسی خیال سے وہ تمام سپاہ جس کو رجب پاشا نے سلطان عبد الحمید کے زمانہ میں تیار کیا تھا واپس بلا لی گئی۔ اور باشندون سے ہتیار چھین لیے گئے۔ اور وہ بالکل نہتے کر دیے گئے

اطالیہ کے یکایک حملہ سے تمام عثمانی رعایا میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ اور غضب وغصہ سے اوسکی حالت شیر کی مانند ہو گئی اور اطالیہ کے نام سے نفرت پھیل گئی۔

اس ناگہانی حملہ کی نوعیت سے متاثر ہو کر بابعالی کی خدمت میں اطراف و اکناف عالم سے ہمدردی کے تار آنے لگے اور عثمانی رعایا بابعالی سے والنٹیر بنکر جنگی خدمات انجام دینے کی اجازت چاہنے لگی۔

عثمانی رعایا نے بابعالی کو اطلاع دی کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں اپنے خون کے آخری قطرہ تک موجود ہیں اور طرابلس الغرب کی مدافعت اور ملک و ملت کی حفاظت ہر ایک عثمانی کا فرض ہے۔

طرابلس الغرب کی خبر دلن سے بابعالی کو معلوم ہوا کہ وہان کے باشندے اطالیونکو خلاف نہایت مستعد ہیں اور وہ آخری دم تک اپنے وطن کو محفوظ رکھین گے اعیان

طرابلس الغرب نے ایک سو سے زیادہ خطوط صدر اعظم کی خدمت میں بھیجکر اس امر کی استدعا کی کہ وہ اطمینان اور سختی سے کام لیکر اطالوی خواہشون کو مسترد کر دے باشندگان طرابلس آخری قطرۂ خون تک اپنے ملک کو بچائیں گے اور ایک چپہ بھر زمین کسی اجنبی حکومت کو نہ دیں گے۔ اعیان طرابلس نے آخری خطوط میں بابعالی سے ذخیرۂ جنگ اور ضروری سامان طلب کیا جس کے جواب میں بابعالی نے اطلاع دی کہ حکومت ممکن حد تک طرابلس الغرب کی مدافعت میں حصہ لیگی۔ اور باشندگان ملک اور مجاہدین کو ہر قسم کی امداد دیگی۔ خداوند تعالی حکومت کی کوششوں میں طاقت دے۔

اطالیہ سے عثمانیون کی نفرت و حقارت کا ایک یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب اطالیہ نے بابعالی کو الٹی میٹم دیا تو مشیر فواد پاشا نے جو ایک بہت بڑا شخص ہے اون دو نشانون کو جو دولت اطالیہ نے اونہیں دئے تھے نکالا اور اونکو آستانہ میں اطالوی سفیر کے پاس حسب ذیل پیام کے ساتھ بھیجدیا۔

محترم سفیر اطالوی میں آپکی خدمت میں اپکی حکومت کے اُن دو نشانون کو بھیجتا ہون جو حکومت نے مجھے دئے تھے۔ کیونکہ ایسی حالت میں جبکہ دولت اطالیہ نے ڈکیتون اور چورون کی طرح ہمپر حملہ کیا ہے یہ مناسب نہین ہے کہ ایک عثمانی سپاہی اوس کے نشانات اپنے پاس رکھے یا اونہیں استعمال کرے۔

اطالیہ کے اعتداء و مظالم سے آخر عربی خون امراء عرب میں بھی جوش زن ہوا اور ارکان عرب نے بابعالی کو تار کے ذریعہ سے مطلع کیا کہ ہم مدد کیلئے تیار ہیں چنانچہ یمن کے مشہور بزرگ امام یحیی نے حسب ذیل تار بابعالی کی خدمت مین روانہ فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اجنبی حکومتیں حدیدہ اور طرابلس الغرب پر حملہ کرنا چاہتی ہیں میں بابعالی کی خدمت میں ادب کے ساتھ عرض رساہون کہ میں ایک لاکھ سپاہی اور مددگارون کے ساتھ دشمنون کے مقابلہ کے لئے تیار ہون اور اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر دینا چاہتا ہون۔ "المتوکل علی اللہ امام الیمن یحیی"

امیر عبد العزیز بن مسعود امیر نجد نے حسب ذیل تار صدر اعظم اور وزیر داخلہ کی خدمت میں عربی زبان میں ۱۸- اکتوبر کو روانہ فرمایا۔

دولت عثمانیہ یا مقام خلافت عظمی سے میری عقیدت و صداقت اور خدمت کا حال دنیا کو معلوم ہے اور دولت عثمانیہ بھی مجھے اپنا خادم خصوصی خیال کرتی ہے اور مقام نجد اس امر پر فخر کرتا ہے کہ وہ دولت عثمانیہ کے زیر اثر ہے۔ میں ظالم و بدبخت اطالیون کے اوس اعتدار کا حال معلوم ہوا ہے جو اوس نے ہمارے وطن پاک پر کیا ہے۔ میں دولت عثمانیہ کا ادنی خادم ہون اور میں اسی خصوصیت سے معہ اپنے اُن قبائل کے جو میرے اثر و حکم کے ماتحت ہیں عثمانی ہلال کے نیچے دشمنون کی سرکوبی کے لیے مستعد و تیار ہون دولت علیہ عثمانیہ جس جگہ چاہے مجھے بھیجدے میں اصبر دستون کے ساتھ حکم عالی کا منتظر ہون جواب آنے پر دشمنون کے مقابلہ پر فوراً روانہ ہو جاؤنگا۔

جنرل کانیوا کا اعلان

طرابلس الغرب پر گولہ باری کر چکنے کے بعد جبکہ جنرل کانیوا سپہ سالار افواج اطالیہ کو یہ معلوم ہوا کہ عثمانی سپاہ طرابلس الغرب سے چلی گئی ہے اپنی سپاہ کو خشکی پر لایا اور طرابلس الغرب پر قبضہ کر لیا۔

طرابلس الغرب پر قبضہ ہو جانے کے بعد سب سے پہلا کام جنرل کانیوا نے یہ کیا کہ ایک اعلان عربی زبان میں طرابلس کے باشندون کے نام شائع کیا جس کے مطالعہ سے بآسانی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اطالوی کس قدر دھوکہ باز اور خائن ہیں اور کس طرح اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں ذیل میں ہم جنرل کانیوا کے اعلان کا ترجمہ درج کرتے ہیں تاکہ اطالوی خیانت کا پورا پورا اندازہ ہو سکے۔ اعلان حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام انبیاء اور رسولون پر خدا کی طرف سے درود و سلام ہو بعدہٗ یہ اعلان اطالیہ کے شاہ معظم وکٹر عمانوئیل ثالث کی طرف سے ہے

جنرل کارلوس کانیوا اطالوی افواج کا سپہ سالار جو اطالوی حکومت کی طرف سے طرابلس، قیروان اور دیگر متعلقات سے ترکی حکومت کے تعلقات کو مٹا دینے کے لئے مقرر ہوکر آیا ہے آپکو مطلع کرتا ہے کہ ساحل بحر سے لیکر طرابلس الغرب کی آخری حدود تک جسقدر آبادی مکانات باغ اور املاک ہیں وہ سب محفوظ رکھے جائینگے۔ اور باشندون کی عزت اور حقوق کا خیال بھی پورا پورا رکھا جائیگا۔

واضح ہو کہ جو اطالوی لشکر میرے ساتھ یہان آیا ہے اُسکو شاہ اٹلی نے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ طرابلس قیروان فزان اور دوسرے متعلقات طرابلس کے باشندون پر ظلم وستم کیا جائے اور اُنکی تکالیف کو بڑھا دیا جائے بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ اونکے حقوق کی حفاظت کی جائے۔ اور اُونکے حقوق پائمال کرنیوالون سے انتقام لیا جائے خواہ باشندگان طرابلس الغرب کے حقوق کے پائمال کرنیوالے ترک ہون یا کوئی دوسرا۔

آج سے تمھارے سربرآوردہ روسا تمپر حکومت کرینگے۔ اور تمھارے معاملات وقضایا میں قرآن شریف کی تعلیم واذا حکمتم بین الناس فاحکموا بالعدل کے موافق فیصلہ کیا کرینگے۔ اسی طرح جو احکام تمہارے لئے جاری و نافذ ہونگے وہ دولت اطالیہ کی حمایت وسرپرستی میں تمہارے حقوق کی پوری حفاظت کرینگے۔

یہ بھی تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ شریعت اسلام کے قوانین کی پوری پوری عزت کیجائیگی تمہاری پاکیزہ مدنیت شیوخ کی حرمت املاک کی آزادی اور عورتون کی حفاظت وعزت اور ہر قسم کے امتیازات کا پورا پورا خیال رکھا جائیگا۔ تمہاری عبادتگاہوں اور واجب التعظیم مقامات کے مخصوص امتیازات کو علی حالہ باقی رکھا جائیگا۔

تمہارے روسا جو تم پر حکومت کرینگے اُن کا نصب العین تمہاری ترقی اور بہترین حالت بنانا ہوگا۔ جس قدر آرام وآسائش کے اسباب ہون گے وہ تمہارے لئے فراہم کرینگے اور تم پر شریعت اسلامیہ کے بالکل موافق حکومت کرینگے سنت محمدیہ (صلعم) کا پورا پورا خیال پیش نظر رہیگا۔

تمہارے معاملات کا انفصال شریعت کے مطابق اور احکام آلہیہ کے موافق ایسے

قضاۃ کے ہاتھون سے ہوگا جو اپنی دانشمندی اعلی ثقاہت و قابلیت میں مشہور اور شریعت میں کامل دستگاہ رکھتے ہونگے اور جن کے اخلاق وسیع اور سیرت نہایت پاکیزہ ہوگی تم پر کوئی حاکم اور کوئی قاضی اپنی شخصیت سے تم پر حکمران ہوکر ظلم و ستم نکریگا۔ اور فریب و مکر بالکل نہ ہوسکیگا۔ بلکہ کتاب و سنت تمہارے لئے حاکم ہوگی جو احکام الٰہیہ کے موافق معاملات کا انفصال کریگی۔

یہ بھی تمکو معلوم ہونا چاہیے کہ فوجی خدمت سے تم کو مستثنیٰ رکھا جائیگا۔ البتہ جو شخص خود بضا و رغبت فوج میں داخل ہوکر وطن کی حفاظت کرنا چاہے وہ فوجی خدمت میں بھی شامل ہوسکتا ہے جو لوگ فوجی خدمت نہ کرنا چاہیں وہ ہر طرح آزاد ہونگے۔ خواہ تجارت کریں یا صنعت و حرفت اور زراعت کے کام کو اختیار کریں۔ اسی طرح ہر شخص کو یہ بھی آزادی ہے کہ وہ مذہب کے موافق اپنی مسجدون میں اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور خدا کی درگاہ میں دعا کرے کہ وہ شاہ اٹلی کو برکت اور اسکی مملکت کو وسعت دے۔

اے باشندگان طرابلس اٹلی تمہارے حقوق اور عزت کی پوری محافظت کریگی اور تمہارے ملک کو دشمنون سے محفوظ رکھیگی۔

یہ اعلان شوال ۱۳۲۹ھ میں اسلیئے جاری کیا گیا ہے کہ اطالیہ اور باشندگان طرابلس کے تعلقات گزشتہ میں استحکام و اضافہ ہو۔ اُمید ہے کہ اس اعلان کو خوشی اور سرور قلب سے قبول کیا جائیگا تاکہ اسکے قبول کر لینے کے بعد حفاظت و امن کے لئے یہ ایک قانون بنجائے اور اطالیہ و باشندگان طرابلس دونون کے حقوق کی باہمی حفاظت ہوسکے۔

اس اعلان کے بعد اگر کوئی شخص ایسا پایا جائیگا جو شریعت اسلام کا احترام یا بزرگان مذہب و قوم کی عزت نہ کرے یا عورتون کی حرمت برباد کرے اور شاہ اٹلی کی عزت میں بٹہ لگائے یا حکومت اطالیہ کے خلاف ملک میں جوش و بغاوت پھیلانیکا مرتکب ہو یا اطالیہ کے احکام کی مخالفت کرے اُس شخص سے دولت اطالیہ سخت انتقام لیگی اور اپنے حکم کو میرے (جنرل کانیوا) کے واسطہ سے نافذ کریگی جس سے مقصود عدل و حق کا ابقا ہوگا۔

اے باشندگان طرابلس قیروان اور متعلقات طرابلس میں تمہیں یاد دلاتا ہون کہ خدا نے

اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے۔ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و
لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔
خداوند تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ یہ بھی
ارشاد ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون
یعنی جو لوگ زمین پر صلح و امن قائم رکھنے والے ہوں اور فتنہ و فساد کو روکنے والے ہوں
اور عدل و انصاف پھیلانے والے ہوں وہی اچھے لوگ ہیں۔ پھر ارشاد ہے وان تتولوا
یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم یعنی اگر تم زمین پر لوگوں کے معاملات میں
حاکمانہ فیصلہ کرنیکا مجاز ہو کر فساد کروگے اور ایک دوسرے کو قتل کروگے تو خداوند تعالیٰ
تمسے بدلا لیگا۔ وہ لوگ جو حاکم ہو کر عدل و انصاف نہیں کرتے خداوند تعالیٰ اُن پر
لعنت کرتا ہے اُنکے کانوں کو بہرا اور آنکھوں کو بے نور کر دیتا ہے۔ اور اُن پر غیر قوم کو حکمران
بناتا ہے۔ دوسری جگہ خداوندی ارشاد ہے۔ قل اللھم مالک الملک توتی الملک من
تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک
علی کل شیء قدیر۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک
ھم الظالمون ان تمام آیات کو پیش نظر رکھکر یہ امر ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا
ارادہ اور مشیت یہی تھی کہ ان شہروں پر اطالیہ قابض ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں بجز
اُسکے حکم اور ارادہ کے کوئی چیز دخل نہیں پا سکتی خداوند تعالیٰ اپنے ملک کا مالک اور
ہر چیز پر قادر ہے۔

جو شخص خدا کی مشیت اور حکم کے خلاف کچھ کرنا چاہے وہ جاہل اور ایک بےعقل
ہستی ہے اس لئے ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ خداوندی قضا پر راضی ہو کر الٰہی ارادہ
پر اپنے تمام کاموں کو سپرد کر دے۔ قدرت الٰہیہ جو چاہے گی کریگی اور جسکو ملک دینا پسند
کریگی دیدیگی۔

اطالیہ امن و سکون کی محافظ ہے اور چاہتی ہے کہ تمہارے ملک کو اسلامی ملک
ہی سمجھا جائے اور اُس پر اطالیہ کا قبضہ رہے اور اطالوی سفید سُرخ اور سبز رنگ جھنڈا

جو امن و محبت اور اُمید کی علامت ہین طرابلس پر لہراتا رہے۔

واضح ہو کہ جنرل کانیوا کا مذکورہ بالا اعلان بعینہٖ "نپولین بوناپارٹ" کے اُس اعلان کے مطابق ہے جو اُس نے مصر مین داخل ہو کر اہل مصر پر تقسیم و شایع کیا تھا جنرل کانیوا کی خیال تھا کہ اس اعلان کو پڑھ کر عرب اطالوی مطالبات تسلیم کر لین گے اور اطالوی حکومت کی سرپرستی مین آجائین گے۔ لیکن مصرع "این خیال است و محال است و جنون" عربون نے اطالیون کے مقابلہ میں وطنیت کا سچا جوش دکھلایا اور جنرل کانیوا کے اعلان کو پھاڑ کر ذلت کے ساتھ پھینکدیا اور جنرل کانیوا کے اِس فریب و دھوکہ پر سخت مذاق اُڑایا گیا۔ اعلان کا کچھ اثر نہیں ہوا اور عرب اُس وقت سے لیکر اب تک برابر دشمنون کی مدافعت نصرت و فتح کو ساتھ لیکر لگے ہوئے ہیں اور جب تک اُن میں مدافعت کی قوت باقی رہیگی وہ برابر دشمن کا مقابلہ کرتے رہینگے۔

تمام شد

تاریخ جنگ ٹرپولی حصہ اوّل ۱۲-۱-۱۹۱۱

ابتدا جنگ سے آخر فروری ۱۹۱۲ء تک مفصل حالات اور اوّل میں تمہید کے بعد طرابلس کی مفصل تاریخ اور دیگر ملکی مضامین کے علاوہ حواشی میں مقتدر و معاملہ فہم اُردو۔ انگریزی، عربی، جرمنی، فرانسیسی اخبارات کے مضامین درج ہیں جامع اور مفصل کتاب ہے مع نقشہ مقامات جنگ قیمت ۸ر علاوہ محصولڈاک

منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد سے طلب فرمائیے